آداب معاشرت

از

حنیف محمود

ادارہ الفضل آن لائن لندن



آداب معاشرت

مرتبہ

منہاس محمود

ادارہ الفضل آن لائن لندن

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا

ادارہ الفضل آن لائن کی 44ویں کاوش

رابطہ کرنے کے لیے

ویب سائٹ: www.alfazlonline.org

ای میل ایڈریس: info@alfazlonline.org

editor@alfazlonline.org

فون نمبر: +44 79 5161 4020

+44 73 7615 9966

آن لائن ایڈیشن

پیش لفظ

ادارہ الفضل آن لائن لندن کی پی ڈی ایف میں کتب کا سلسلہ کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔اور احباب و خواتین کے دربار سے ان تمام کتب کو بہت پذیرائی مل رہی ہے۔الحمد للہ علی ذالك۔

ادارہ الفضل آن لائن کی کتب 'دنیا کی قریباً تمام بڑے بڑے مضامین اور Subjects پر مشتمل ہیں۔ان میں تربیتی اور معاشرتی مواضیع بھی شامل ہیں جن کی آج جماعت احمدیہ کو اشد ضرورت ہے۔معاشرت کے آداب پر جماعت میں بہت سے کتب موجود ہیں۔ان میں سے اکثر نایاب ہیں۔اس بات کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ آداب معاشرت پر ایک مختصر کتابچہ آج کے دَور کی ضروریات کو مد نظر رکھ کر ہدیہ قارئین الفضل کیا جائے۔ چنانچہ خاکسار نے اپنے ہی تحریر کردہ ایک کتابچہ کا از سر نو جائزہ لیا اور کچھ ردّو بدل اور اضافہ جات کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش کیا۔ خاکسار نے اس کتابچہ کو بحیثیت قائد تربیت مجلس انصاراللہ پاکستان تیار کیا تھا۔اس میں اسلامی معاشرہ میں زندگی بسر کرنے کے 16 بنیادی عناوین پر قلم اٹھایا گیا ہے۔امید ہے جماعتی لٹریچر میں یہ ایک مفید اضافہ ہوگا اور قارئین الفضل اس سے خوب مستفیض ہوں گے۔

الفضل کی ان 16 اقساط کو مکرم منہاس محمود آف جرمنی نے یکجا کر کے کتابی شکل دی ہے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ

یہ ادارا الفضل کی 44 ویں کاوش ہے۔ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم

حنیف محمود

ایڈیٹر روزنامہ الفضل آن لائن

انڈیکس

★★★★★

(قسط1)

قرآن کریم کی تلاوت کے آداب

آداب معاشرت دو الفاظ کا مرکب ہے۔ آداب، ادب کی جمع ہے جس کے معنی عزت، تعظیم، قدر کی نگاہ سے کسی کو دیکھنے اور اخلاقی و معاشرتی اصولوں کی پابندی کرنے کے ہیں۔ جبکہ معاشرت، اجتماعی زندگی اختیار کرنے یعنی آپس میں مل جل کر زندگی بسر کرنے کے ہیں۔ جسے انگریزی میں Way of Living اور Mode of Life کہتے ہیں اور ایشیائی کلچر میں ہم اسے سماجی زندگی یا تمدن بھری زندگی کا نام دے سکتے ہیں۔

اصطلاحی معنوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ انسان اکیلے نہیں بلکہ مل جل کر رہنے کا عادی ہے۔ ہر شخص کی صلاحیتیں، خوبیاں، خامیاں اور حالات مختلف ہوتے ہیں۔ ان مختلف حالات میں مختلف افراد کا میل جول کے ساتھ رہنا معاشرت ہے اور اگر اس میں دینی تعلیم، کردار کا رنگ بھر دیا جائے تو اس معاشرے کو چار چاند لگ جاتے ہیں اور اپنے بہت ہی پیارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی ﷺ کی پیاری طرز زندگی کو شامل کر لیں تو معاشرہ بہت حسین نظر آنے لگے۔

حسن معاشرت سے ایک ایسا معاشرہ جنم لیتا ہے۔ جس میں نیکیاں اور بُرائیاں برابر کے طور پر پنپ رہی ہوتی ہیں۔ دنیا کے تمام معاشروں میں نیکیوں کو سراہا جاتا ہے اور بدیوں کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ اسی ناطے سے اللہ تعالیٰ نے اسلامی تصور یوں ہمارے سامنے رکھا کہ :

تم بہترین امت ہو جو تمام انسانوں کے فائدہ کے لئے نکالی گئی ہو تم اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بُری باتوں سے روکتے ہو۔ (آل عمران: 111)

اس قرآنی تصور سے خطے میں بسنے والے خواہ ان کا تعلق کسی خاص قوم، مذہب یا تہذیب سے ہو ایک ہو کر حسین معاشرہ تشکیل دے سکتے ہیں۔ جس میں ہر انسان کو بنیادی ضروریات بھی میسر ہوں گی اور ذہنی آسودگی

بھی۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ رسول رضوان اللہ علیہم کے حسن معاشرت کے متعلق بتادیا کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنے، نیکی کی طرف بلانے اور منکرات سے روکنے کی تلقین کی وجہ سے وہ بھائی بھائی بن گئے۔

(آل عمران:104-106)

1947ء میں پارٹیشن کے وقت جب قادیان میں مقامات مقدسہ کی حفاظت اور ان کی دیکھ بھال کے لئے چند مخلصین اور قربانی کرنے والوں کی ضرورت محسوس ہوئی تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اس اہم قربانی کرنے والوں کی فہرست میں قصائی، موچی، حلوائی اور دیگر اہم پیشہ والے لوگ بھی شامل فرمائے تا محاصرہ کی صورت میں یہ تمام لوگ ایک جگہ رہ کر معاشرتی زندگی اکٹھے بسر کر سکیں۔

حسن معاشرت کے اصول

اسلام نے حسن معاشرت کے جو اصول وضع فرمائے وہ یہ ہیں:

1۔ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو۔

2۔ اللہ کی نعمتوں کو یاد رکھو۔

3۔ نیکی کی باتیں کرو۔

4۔ بدی سے رُکنے کی تلقین کرو۔

5۔ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو الگ الگ ہو گئے اور آپس میں اختلاف کیا۔

6۔ اہل کتاب کی عورتوں سے شادی کر لیں۔

7۔ اہل کتاب کے ہاتھ کا پکا ہوا کھالیں۔ (المائدہ:6)

8۔ غیر مسلم شرفاء سے بھی حسن معاشرت کریں۔ (الممتحنہ:9)

9۔آواز دھیمی رکھیں۔(لقمان:20)

10۔لوگوں سے اچھی بات کریں۔(البقرہ:84)

11۔گفتگو میں عدل سے کام لیں۔(الانعام:153)

12۔بہترین طریق پر اپنا دفاع کریں۔(حمٰ السجدہ:35)

13۔کسی فرد یا قوم سے استہزاء نہ کریں۔(الحجرات:12)

14۔کھانے پینے میں میانہ روی اختیار کریں۔(الاعراف:13)

15۔معاشرہ میں آپس میں تحائف کا تبادلہ کریں۔(النساء:87)

16 ۔اور سب سے بڑھ کر حسن معاشرت کے لئے عبادالرحمٰن بن کر عاجزی سے زمین پر چلیں۔(الفرقان:64)

ان کے علاوہ قرآن کریم میں رسول خداﷺ سے ملاقات کرنے کے آداب، مجالس کے آداب، گھروں میں داخل ہونے کے آداب، چلنے کے آداب اور سفر پر جانے کے آداب وغیرہ وغیرہ کا تذکرہ واضح طور پر ملتا ہے۔ احادیث میں بھی بہت سے آداب کی تشریح وتفصیل ملتی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”میری تمام جماعت جو اس جگہ حاضر ہیں یا اپنے مقامات میں بود و باش رکھتے ہیں اس وصیت کو توجہ سے سنیں کہ وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی، نیک بختی اور تقوی کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بد چلنی ان کے نزدیک نہ آ سکے۔ وہ پنج وقتہ نماز باجماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں۔ وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں غرض ہر ایک قسم

کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بیجا حرکات سے مجتنب رہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں اور کوئی زہریلا خمیر ان کے وجود میں نہ رہے... اور تمام انسانوں کی ہمدردی ان کا اصول ہو اور خدا تعالیٰ سے ڈریں اور اپنی زبانوں سے اور اپنے ہاتھوں سے اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاویں اور پنج وقتہ نماز کو نہایت التزام سے قائم رکھیں اور ظلم اور تعدّی اور غبن اور رشوت اور اتلافِ حقوق اور بے جا طرفداری سے باز رہیں اور کسی بد صحبت میں نہ بیٹھیں۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس طرف توجہ دلائی ہے کہ اپنے اندر اعلیٰ اخلاق پیدا کرو۔ آپس میں محبت اور پیار سے رہو۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرو...... اپنے ساتھیوں، اپنے بھائیوں، اپنے ہمسایوں یا اپنے ماحول کے لوگوں کے لئے ان کی غلطیاں تلاش کرنے کے لئے ہر وقت ٹوہ میں نہ لگے رہو..... اس لئے ہر احمدی کا یہ فرض بنتا ہے کہ کسی کے عیب اور غلطیاں تلاش کرنا تو دور کی بات ہے اگر کوئی کسی کی غلطی غیر ارادی طور پر بھی علم میں آجائے تو اس کی ستاری کرنا بھی ضروری ہے... ہمیں واضح حکم ہے کہ جو باتیں معاشرہ میں بگاڑ پیدا کرنے والی ہوں یا بگاڑ پیدا کرنے کا باعث ہو سکتی ہوں ان کی تشہیر نہیں کرنی ان کو پھیلانا نہیں ہے۔ دعا کرو اور ان بُرائیوں سے ایک طرف ہو جاؤ اور اگر کسی سے ہمدردی ہے تو دعا اور ذاتی طور پر سمجھا کر اس بُرائی کو دور کرنے کی کوشش کرنا ہی سب سے بڑا علاج ہے۔''

قرآن کریم کی تلاوت کے آداب

قرآن کریم کی ظاہری و باطنی عزت و تذکرہ کے متعلق قرآن کریم، احادیث اور سنتِ نبویہ کی روشنی میں آداب و امور پیش ہیں۔

- قرآن مجید عزت والا کلام ہے۔ اس لئے اسے پاکیزگی کی حالت میں چُھوا اور پڑھا جائے۔ قرآن کریم کی تلاوت کرنے کے لئے ہم پر لازم ہے کہ ہم پاک صاف اور پاک دل ہو کر قرآن کریم کو چھوئیں۔ جنبی، محتلم، حائضہ اور مستحاضہ ہونے کی حالت میں قرآن کریم کو نہ پکڑا جائے۔ قرآن مجید کی تلاوت کرنے

سے پہلے تعوّذ پڑھنا چاہئے۔ قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے سے غلطی کا امکان نہیں رہتا۔ ہمیشہ رموز و اوقاف کا لحاظ رکھ کر قرآن کریم کی تلاوت کرنی چاہئے۔ آنحضرت ﷺ کی قرأت بالکل واضح ہوتی اور ہر حرف جدا جدا ہوتا تھا۔

(ترمذی شریف)

- قرآن کریم کی ہر روز باقاعدگی کے ساتھ تلاوت کرنی چاہئے۔ اس کے پڑھنے کے لئے وقت کی تخصیص نہیں ہوتی۔ جب بھی وقت میسر ہو۔ اس پاک کلام کو پڑھنا چاہئے۔ انسان جب چاہے اور جس وقت چاہے وہ کلام پاک کی تلاوت کر سکتا ہے۔ لیکن فجر کے وقت قرآن کریم پڑھنا ایک مقبول عمل ہے۔ قرآن کریم کو اس وقت تک پڑھتے رہنا چاہئے جب تک اس میں دل لگا رہے۔ پس جب طبیعت اکتا جائے تو اٹھ کھڑے ہوں۔ قرآن کریم کو خوش الحانی کے ساتھ پڑھنا چاہئے کیونکہ قرآن کریم کی تلاوت دلوں کے زنگ دُور کرتی ہے اور روحانی بیماریوں سے شفا حاصل کرنے میں مدد دیتی ہے۔ قرآن کریم کی آیات میں اتصال اور مناسبت ہے۔ اس لئے قرآن کریم کی تلاوت کرتے وقت ترتیب اور ربط کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔

- قرآن مجید کی تلاوت درمیانی آواز میں کرنی چاہئے۔ نہ بہت بلند آواز سے اور نہ بہت ہی آہستہ آواز سے، قرآن کریم کی بلند آواز سے تلاوت کرنے میں بھی اجر و ثواب ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت خشوع و خضوع کے ساتھ کرنی چاہئے۔ قرآن کریم کو ہمیشہ سوز و گداز اور حضور قلب سے پڑھنا چاہئے۔ قرآن مجید کو غور و فکر اور تدبّر کے ساتھ پڑھنا چاہئے تاکہ اس کے معنی اور مطالب سے واقفیت ہو سکے اور اوامر و نواہی پر عمل کیا جا سکے۔ قرآن کریم کو قوّالوں اور گویّوں کی طرز پر نہیں پڑھنا چاہئے۔ آنحضرت ﷺ نے اسے ناپسند فرمایا ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں۔ تم عربوں کے طریق اور ان کے لحن اور لہجہ پر قرآن کریم پڑھا کرو اور ان کی آوازوں کو اختیار کرو۔

(مشکوٰۃ: جلد 2)

- قرآن مجید کی تلاوت کے وقت خاموش رہنا چاہئے اور پوری توجہ اور انہماک کے ساتھ قرآن مجید سننا چاہئے تاکہ خدا تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں سے حصہ حاصل کیا جاسکے۔ قرآن مجید کو اس یقین کے ساتھ پڑھنا چاہئے کہ اس کے اندر معارف اور علوم کے غیر محدود خزانے ہیں اور یہ ''شِفَاءٌ لِمَا فِی الصُّدُوْر'' کا مصداق ہے اور فتنوں سے بچنے کا ایک بھاری ذریعہ ہے۔ قرآن کریم کی تلاوت کرتے وقت اگر سجدے کی آیات آجائیں تو خواہ انسان کھڑا ہو یا بیٹھا اسے سجدہ تلاوت بجالانا چاہئے۔ بامر مجبوری بعد میں بھی سجدہ کیا جاسکتا ہے۔

- قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنا چاہئے تاکہ ہم حاملین قرآن بن کر خدا تعالیٰ کے مقرب شمار کئے جاسکیں۔ قرآن کریم پڑھ کر، سیکھ کر یا حفظ کر کے بھلانا نہیں چاہئے۔ تلاوت کرتے وقت جہاں عذاب کا ذکر ہو وہاں یہ دعا کرنی چاہئے۔ اَللّٰھُمَّ لَا تُعَذِّبْنَا۔ اے اللہ! ہم کو عذاب میں مبتلا نہ کر اور جہاں جنت کا ذکر ہو تو دعا کریں۔ اَللّٰھُمَّ اَدْخِلْنَا فِی رَحْمَتِكَ۔ اے اللہ! ہم کو اپنی رحمت میں داخل فرما۔

- قرآن کریم پڑھانے کا معاوضہ طلب نہ کیا جائے۔ حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ وَلَا تُعْجِلُوْا ثَوَابَہٗ اس کا بدلہ (دنیا میں) طلب نہ کرو۔ کیونکہ آخرت میں اس کے لئے بڑا اجر ہے۔ قرآن کریم کو عزت و احترام کے ساتھ بلند جگہ پر رکھنا چاہئے تاکہ آتے جاتے اس کی طرف پشت نہ ہو۔ رکوع اور سجود میں قرآنی آیات کی تلاوت نہیں کرنی چاہئے بلکہ عبودیت کے رنگ میں رنگین ہو کر اپنی زبان میں دعائیں کرنی چاہئیں۔ سجدہ اور رکوع فروتنی کا وقت ہے اور قرآن کریم بزرگ و برتر اور خدائے ذوالجلال والاکرام کا کلام ہے اور خدا تعالیٰ کا کلام عظمت کا تقاضا کرتا ہے۔ اس لئے قرآن نماز میں ہمیشہ کھڑے ہو کر پڑھا جاتا ہے اور رکوع اور سجدہ انتہائی تذلل کا مقام ہے۔

- قبروں پر بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت نہیں کرنی چاہئے اور احادیث سے بھی یہ بات ثابت نہیں کہ کبھی صحابہؓ نے حضور اکرم ﷺ کی قبر پر بیٹھ کر قرآن مجید پڑھا ہو۔ میت کے لئے صف بچھا کر اور بیٹھ کر قرآن

کریم نہیں پڑھنا چاہئے۔ کیونکہ یہ طریق آنحضرت ﷺ اور صحابہؓ سے ثابت نہیں۔ یہ بدعت اور رسم ہے اور نہ ہی روٹیوں پر قرآن کریم کی تلاوت کرنی چاہئے۔ یہ سب بدعت کے دروازے ہیں۔ قرآن کریم کو ایک رات یا دو تین راتوں میں ختم نہیں کرنا چاہئے کیونکہ یہ طریق آنحضرت ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ آپؐ نے کبھی اس طریق سے قرآن مجید ختم نہیں کیا۔ بلکہ چھوٹی چھوٹی سورتوں پر آپؐ نے اکتفا کیا۔ ہفتہ بھر میں قرآن کریم مکمل پڑھنا اور اس کا دور ختم کرنا مسنون ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 فروری 2023ء)



(قسط2)

مساجد کے آداب

مساجد کا بہت ادب و احترام کرنا چاہئے اور کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہئے جو ان کے تقدس اور احترام کے خلاف ہو۔ مساجد کے آداب مندرجہ ذیل ہیں۔

مساجد میں پاک و صاف ہو کر، صاف ستھرا لباس پہن کر اور باوضو ہو کر جانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سورہ الاعراف میں فرماتا ہے: اے آدم کے بیٹو! ہر مسجد کے قریب زینت (کے سامان) اختیار کر لیا کرو۔

جنبی مرد کا اور حیض و نفاس کی حالت میں عورت کا مسجد میں داخل ہونا منع ہے۔ مساجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں رکھنا چاہئے۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہئے بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ۔اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اللہ کے رسول پر سلامتی ہو۔ اے میرے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور اپنی رحمت کے دروازے مجھ پر کھول دے۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت حاضرین کو السلام علیکم کہا جائے۔اسی طرح مسجد سے باہر نکلتے ہوئے السلام علیکم کہیں اور پہلے بایاں پاؤں باہر نکالیں اور پھر یہ دعا پڑھیں۔بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ فَضْلِكَ

(مسند احمد)

جب مسجد میں داخل ہوں تو دو نفل ادا کرنے چاہئیں۔(مشکوٰۃ) مسجد میں بلند آواز سے باتیں نہیں کرنا چاہئے۔ خاموشی سے وقت گزارنا چاہئے۔ اگر مجبوری سے کوئی دینی بات کرنی ہو تو آہستگی سے کرنی چاہئے تا نمازیوں کی نماز میں حرج نہ ہو۔ مسجد میں ہنسنا بھی نہیں چاہئے۔ مسجد میں بیٹھ کر گپیں ہانکنا اور ادھر اُدھر کی فضول باتیں کرنا سخت ناپسندیدہ حرکت ہے کیونکہ مسجد خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنائی گئی ہے۔ ضرورت محسوس ہونے پر مذہبی، سیاسی، قضائی اور تمدنی امور پر بھی مساجد میں گفتگو ہو سکتی ہے۔

مساجد میں بیٹھ کر ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن پاک کی جانی چاہئے کیونکہ آنحضرت ﷺ فرماتے تھے۔ اِنَّمَا هِیَ لِذِکْرِ اللّٰہِ (مسلم کتاب الطھارہ) کہ مساجد اللہ تعالیٰ کے ذکر اور قرآن مجید پڑھنے کے لئے تعمیر کی جاتی ہیں۔ مساجد میں لہسن، پیاز اور بدبودار سبزی کھا کر نہیں آنا چاہئے کیونکہ فرشتوں کو اس سے تکلیف ہوتی ہے مساجد میں بیٹھ کر خرید و فروخت کی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ مساجد میں خالص ذاتی کاموں کے متعلق باتیں کرنا منع ہے۔ اس لئے مسجد میں کھوئی ہوئی چیز تلاش کرنے کے اعلان کی بھی ممانعت آئی ہے۔آنحضرت ﷺ نے اس بات سے منع فرمایاہے کہ جمعہ کے دن نماز سے پہلے لوگ حلقے بنا کر بیٹھے باتیں کریں۔(ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ) مساجد کو ہر قسم کی گندگی سے پاک وصاف رکھنا چاہئے۔ کیونکہ مساجد اللہ تعالیٰ کے گھر ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سورۃ الحج آیت 27 میں فرماتا ہے۔ وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور کھڑے ہو کر عبادت کرنے والوں کے لئے اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک کر۔

مساجد میں بدبو اور عفونت کو دور کرنے کے لئے عود (اگر بتی) جلانی چاہئے۔ مساجد میں تصویریں نہیں بنانی چاہئیں۔ مساجد میں باجماعت نمازوں کو ادا کرنا چاہئے کیونکہ مسجد کی اصل زینت نمازیوں کے ساتھ ہے نہ کہ عمارتوں کے ساتھ۔

مساجد میں صف بندی کا خیال رکھنا چاہئے اور نماز ادا کرنے کے وقت صفوں کو ضرور درست کرنا چاہئے کیونکہ صفوں کی درستگی نماز کی تعمیل کا ایک ضروری جزو ہے۔

مساجد میں اللہ تعالیٰ کا نام لینے اور اس کی عبادت بجالانے کے لئے کسی کو نہیں روکنا چاہئے۔ کیونکہ اللہ کے نزدیک ایسا کرنے والا بہت بڑا ظالم ہے۔ مساجد میں اللہ کی عبادت سے روکنے کا کسی کو کوئی حق نہیں پہنچتا۔ جسے رسول کریمؐ نے اپنے عمل سے ثابت کر دکھایا۔

مساجد کا قیام تقویٰ کو مدنظر رکھ کر کیا جائے۔ ان کو فتنہ وفساد کی بنیاد رکھنے کی جگہ نہ بنایا جائے اور نہ ہی بغاوت کرنے کا ذریعہ بنایا جائے کیونکہ یہ بہت ظلم ہے۔ پس مساجد امن کے لئے روحانیت کی ترقی کے لئے اور دلوں کی تسکین کے لئے بنائی جانی چاہئیں۔تاکہ مساجد سے مسافر بھی، شہر میں رہنے والے بھی، توحید کامل پر قائم

رہنے والے لوگ سبھی فائدہ اٹھائیں اور خدا تعالیٰ کی محبت کو حاصل کر سکیں۔ حضرت عثمان بن عفانؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو شخص اللہ تعالیٰ کی خاطر مسجد تعمیر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اس کے لئے جنت میں اس جیسا گھر تعمیر کرتا ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 28 فروری 2023ء)



(قسط3)

نماز باجماعت میں صفوں کو سیدھا رکھنے کی اہمیت

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: ہم ان جماعتوں کو شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں جو صف بہ صف بالترتیب کھڑی ہوتی ہیں۔ (الصافات:2)

آنحضرت ﷺ نے نماز میں صفوں کو سیدھا کرنے، پہلی صف میں کھڑے ہونے پر بہت زور دیا ہے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جو لوگ صفوں کو ملاتے ہیں خدا تعالیٰ ان پر رحمت نازل فرماتا ہے اور فرشتے ان کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔(ابن ماجہ) پھر آپؐ نے فرمایا کہ صفوں کو برابر کرنا دراصل نماز کا حصہ ہے۔آپؐ نے فرمایا کہ شیطان کو صف میں خالی جگہ میں یوں گھستے ہوئے دیکھتا ہوں گویا وہ بکری کا بچہ ہے۔(ابن ماجہ) ایک جگہ آپؐ نے یوں فرمایا کہ لوگو! صفیں درست کرلو! یا تو تم صفیں سیدھی رکھو گے یا اللہ تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا کردے گا۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ صف میں پہلے دایاں حصہ مکمل کرنا چاہئے ایک صحابی کو آپ نے بازو سے پکڑ کر بائیں جانب سے دائیں جانب کیا۔ (صحیح بخاری)

دو آدمیوں کی صورت میں یا دو سے زائد ہوں تو صفیں امام کے پیچھے متوازی ہونی چاہئیں۔

آپؐ نے فرمایا کہ پہلے اگلی صفوں کو مکمل کرو اور صفوں کے خلا کو پُر کرو جس طرح فرشتے کرتے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا کہ مردوں کی بہترین صف پہلی صف ہے۔ (صحیح مسلم)

آپؐ فرماتے ہیں کہ یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے پہلی صف یا پہلی صفوں پر سلامتی بھیجتے ہیں۔ (سنن الدارمی)

آپؐ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو پتہ چل جائے کہ پہلی صف میں کھڑے ہونے کا کتنا ثواب ہے تو پھر اگر انہیں پہلی صف حاصل کرنے کے لئے قرعہ ڈالنا پڑے تو وہ ضرور ڈالیں گے۔ (صحیح بخاری)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''نماز میں جو جماعت کا زیادہ ثواب ہے اس میں یہی غرض ہے کہ وحدت پیدا ہوتی ہے اور پھر اس حدیث کو عملی رنگ میں لانے کی یہاں تک ہدایت ہے کہ باہم پاؤں بھی مساوی ہوں اور صف سیدھی ہو اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ گویا ایک ہی انسان کا حکم رکھیں اور ایک کے انوار دوسرے میں سرایت کر سکیں۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''نماز باجماعت جب کھڑی ہوتی ہے تو آداب میں سے ایک بنیادی چیز صفوں کو سیدھا رکھنا ہے اور اس کو آنحضرت ﷺ نے بڑی اہمیت دی ہے کیونکہ اس سے ایک وحدت کی شکل پیدا ہوتی ہے تو صفیں سیدھی کرنے کی بڑی اہمیت ہے۔ آپس کے تعلقات کے لئے بھی اور ایک ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے کے لئے بھی کیونکہ جیسا کہ ہم نے دیکھا کہ نماز کے آداب میں سے صفوں کو سیدھا رکھنا انتہائی ضروری چیز ہے اور آنحضرت ﷺ اس بات کا بڑا اہتمام فرماتے تھے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 01 مارچ 2023ء)

☆...☆...☆

(قسط4)

امام الصلوٰۃ کی پیروی کی اہمیت

امام اِسی لیے بنایا گیا ہے تا کہ اس کی اتباع کی جائے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَجَعَلۡنٰهُمۡ اَئِمَّةً يَّهۡدُوۡنَ بِاَمۡرِنَا وَاَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡهِمۡ فِعۡلَ الۡخَيۡرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيۡتَآءَ الزَّكٰوةِ‌ ۚ وَكَانُوۡا لَنَا عٰبِدِيۡنَ (الانبیاء: 74)

اور ہم نے انہیں ایسے امام بنایا جو ہمارے حکم سے ہدایت دیتے تھے اور ہم انہیں اچھی باتیں کرنے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کی وحی کرتے تھے اور وہ ہماری عبادت کرنے والے تھے۔

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفی ﷺ فرماتے ہیں إِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الصَّلَاةَ...جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھنے آئے تو امام کو جس (قیام، رکوع یا سجدہ) کی حالت میں دیکھے تو وہ اسی حالت میں امام کے ساتھ شریک ہو جائے۔

(سنن الترمذی، کتاب الجمعة عن رسول الله، باب ما ذکر فی الرجل)

روایت میں آتا ہے کہ جب تک امام نماز پڑھانے کے لئے کھڑا نہ ہو اس وقت تک مقتدی کھڑے نہ ہوں جیسا کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ ... جب تک نماز کی اقامت کے وقت مجھے نہ دیکھ لو اس وقت تک کھڑے نہ ہوا کرو۔

(صحیح البخاری، کتاب الاذان)

آپؐ فرماتے ہیں: کیا تم میں سے وہ جو امام سے پہلے اپنا سر اٹھاتا ہے اس بات سے نہیں ڈرتا کہ أَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ رَأْسَهُ ... اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کا سر بنا دے یا اس کی صورت گدھے کی سی بنا دے۔

(صحیح البخاری، کتاب الاذان)

آپؐ فرماتے ہیں إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ...امام اسی لیے بنایا گیا ہے تاکہ اس کی اتباع کی جائے، لہٰذا جب وہ اللہ اکبر کہے تو اللہ اکبر کہو اور جب رکوع کرے تو رکوع کرو اور جب سجدہ کرے تو سجدہ کرو۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ)

احادیث سے ثابت ہے کہ امام کا انتظار کر لینا چاہئے۔ صحابہؓ بھی آنحضرت ﷺ کا نماز میں انتظار کرتے تھے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے آپؐ نے ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی پھر گھر سے باہر نہ نکلے جب آدھی رات ہو گئی تو آپؐ باہر تشریف لائے اور فرمایا یقیناً کچھ لوگوں نے نماز پڑھ لی اور سو گئے اور تم نماز کے انتظار میں رہے، وَلَوْلَا الضَّعِيْفُ وَالسَّقِيم...اگر مجھے بیماروں، بوڑھوں کی فکر نہ ہوتی تو میں عشاء کی نماز کو آدھی رات تک مؤخر کر دیتا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الصلاۃ)

اسی مضمون کی حدیث حضرت انس بن مالکؓ سے بھی مروی ہے کہ صحابہؓ آپؐ کا نماز کے لئے انتظار فرماتے تھے۔ لیکن اگر امام کے آنے میں کافی دیر ہو جائے اور نماز کا وقت نکلنے کا اندیشہ ہو تو اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (النساء: 104) کے حکم کے مطابق بروقت نماز ادا کر لینی چاہئے۔

جیسا کہ حدیث میں ہے کہ آپؐ قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے درمیان صلح کرانے گئے، تو آپؐ کی عدم موجودگی میں نماز کا وقت ہو گیا، مؤذن حضرت ابو بکرؓ کے پاس آیا اور پوچھا آپ نماز پڑھائیں گے؟ آپؓ نے اقرار کیا اور نماز پڑھانا شروع کر دی۔ لیکن اس دوران آپؐ واپس تشریف لے آئے اور حضرت ابو بکرؓ کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے، حضرت ابو بکرؓ کو جب اس کا احساس ہوا تو آپؓ فوراً ہٹ گئے، حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کو اپنی جگہ کھڑا رہنے کا اشارہ کیا۔ بہر حال آپؐ نے نماز مکمل کروائی اور حضرت ابو بکرؓ سے کہا کہ جب میں نے اشارہ کیا تو تم اپنی جگہ پر کیوں کھڑے نہیں رہے؟ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کی کہ ابن ابی قحافہ کی کیا مجال کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو جائے۔

(صحیح البخاری، کتاب الاذان)

ان تمام احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مقتدی امام کی مکمل پیروی کریں، امام کے نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہونے کا انتظار کریں، بوقت ضرورت امام کا انتظار کرنا بھی ثابت ہے۔ اگر امام نہیں آتا، یا اس کے آنے کا امکان نہیں تو نائب امام یا کوئی ذمہ دار شخص نماز پڑھا سکتا ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 02 مارچ 2023ء)



(قسط5)

سلام کے آداب

ہمارا مذہب جہاں ہمیں جسمانی اور مالی عبادات بجالانے کا حکم دیتا ہے وہاں زبانی عبادت بجالانے کو بھی بہت بھاری نیکی قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ نیک بات کہنا بھی صدقہ ہے۔ سلام کے معنی امن، سلامتی اور رحمت و برکت کے ہیں۔ یہ وہ عظیم الشان دعا اور تحفہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے جس کا نام "السلام" ہے جو تمام دنیا کو امن دینے والا اور سلامتیوں کا سرچشمہ ہے۔ حضرت محمد ﷺ کو عطا کیا اور پھر محسن انسانیت حضرت محمد ﷺ نے اپنی اُمت کو اس قول خیر کو پھیلانے کا حکم دیا تاکہ معاشرے کی فضا سلامتی کی دعاؤں سے بھر جائے۔ سلام کے بارے میں آداب پیش ہیں۔

دوسروں کے گھروں میں داخل ہونے سے پہلے "السلام علیکم" کہہ کر اجازت لینی چاہیے۔ گھر والوں کی طرف سے اگر ایک دفعہ "السلام علیکم" کا جواب نہ ملے تو وقفہ وقفہ کے بعد تین دفعہ "السلام علیکم" کہنا چاہیے۔ حضرت رسول کریم ﷺ کی یہ عادت تھی کہ آپؐ جب کسی قوم کے پاس تشریف لے جاتے تو تین بار سلام کہتے۔ (بخاری)

اپنے گھروں میں داخل ہوتے وقت بھی گھر والوں کو سلام کہنا چاہیے۔ کیونکہ سلام کرنے والے پر اور سلام کئے جانے والوں پر خدا تعالیٰ برکتیں نازل کرتا ہے۔ سلام کے لفظ میں کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے سلامتی کا وعدہ ہے اس لیے اگر گھر میں کوئی شخص موجود نہ بھی ہو تو اپنے گھروں میں داخل ہوتے وقت اپنے نفس پر سلام بھیجنا چاہیے۔ آپس میں ایک دوسرے سے ملتے وقت بھی "السلام علیکم" کے الفاظ کہنے چاہئیں۔ آداب وغیرہ کے الفاظ استعمال نہیں کرنے چاہئیں۔ کیونکہ شریعت نے سلام کو ایک دینی شعار قرار دیا ہے۔ سلام کا جواب ضرور دینا

چاہیئے بلکہ بہتر طور پر اس کا جواب دینا چاہیئے۔ بہتر رنگ میں سلام کے جواب سے انسان کی نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ سلام کرنے میں ہمیشہ پہل کرنی چاہیئے۔ سلام میں ابتداء کرنے والے شخص کو زیادہ ثواب ملتا ہے۔

سلام کو عام کرنا چاہیئے کیونکہ سلام کو رواج دینے اور پھیلانے سے آپس میں محبت بڑھتی ہے۔ خواہ واقف ہو یا ناواقف اُسے سلام کرنا چاہیئے۔ حضور اکرم ﷺ نے سلام کہنے کو اخوت اسلامی کے قیام کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔ ملاقات کے وقت ''السلام علیکم'' کہنے کے بعد اگر درمیان میں کوئی چیز حائل ہو جائے تو دوبارہ ملاقات کے وقت پھر ''السلام علیکم'' کہنا چاہیئے۔ کسی مجلس میں بیٹھنے سے پہلے ''السلام علیکم'' کہنا چاہیئے۔ اسی طرح جب مجلس سے اُٹھ کر جانا پڑے تو بھی ''السلام علیکم'' کہہ کر جانا چاہیئے۔ بڑوں کو چاہیئے کہ وہ بچوں کو سلام کریں اور چھوٹوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے بڑوں کو سلام کریں۔ سوار کو چاہیئے کہ وہ پیدل کو سلام کرے۔ اسی طرح پیدل چلنے والے بیٹھے ہوئے لوگوں کو سلام کریں اور تھوڑے آدمی زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں۔ مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو جب ''السلام علیکم'' کہا جائے تو مجلس میں سے ایک یا چند اشخاص کا سلام کا جواب دینا سب کی طرف سے کافی ہو جاتا ہے۔ مردوں کا واقف عورتوں کو اور عورتوں کا واقف مردوں کو سلام کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

پس سلامتی اور امن کی یہ نوید جو حضرت محمد ﷺ نے خدائے سلام کی طرف سے لا کر تمام دنیا کو دی ہے۔ ہم اسے اختیار کریں اور اجنبیت کی فضا کو دور کرنے، اپنی روحانی بیماریوں کا علاج کرنے اور آپس میں محبت و مودّت بڑھانے کے لیے سلامتی کی راہوں پر چلتے ہوئے ہم السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ کو رواج دیں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 03 مارچ 2023ء)

☆...☆...☆

(قسط6)

راستوں اور سر راہ نشست گاہوں کے آداب

راستے کے درمیان حلقہ باندھ کر کھڑے ہونا یا بیٹھنا آداب کے منافی ہے اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اِیَّاکُمْ وَالْجُلُوْسَ عَلَی الطُّرُقَاتِ خبردار! راستوں پر نہ بیٹھنا۔ صحابہؓ نے کہا۔ یارسول اللہؐ! ہمیں ان مجلسوں سے چارہ نہیں۔ ہم ان میں باتیں کرتے ہیں۔ فرمایا: اگر تم ان مجلسوں سے رہ نہیں سکتے تو رستہ کا حق ادا کرو۔ (متفق علیہ) راستوں یا سر راہ نشست گاہوں میں کوڑا کرکٹ نہ پھینکا جائے۔ نہ ہی کوئی ایذا دینے والی چیز پتھر یا چھلکے وغیرہ پھینکے جائیں۔ بلکہ اگر کوئی کانٹا، ہڈی، چھلکے یا کوئی تکلیف دہ چیز اور راستہ میں رکاوٹ ڈالنے والی چیز پڑی ہو تو اسے ہٹا دینا چاہئے۔ کیونکہ یہ نیکی اور ثواب کا کام ہے اور نفس کو دوزخ کی آگ سے بچانے کا ذریعہ ہے۔

نشست گاہ اگر سر راہ ہو تو مردوں کو چاہئے کہ عورتوں کے گزرتے وقت وہ اپنی نگاہیں نیچی کر لیا کریں تا کہ دلوں کی پاکیزگی قائم رہے اور شیطان اس پر حملہ نہ کر سکے۔ شریعت نے عورت کو بھی باہر نکلنے کی اجازت دی ہے لیکن اسے یہ ہدایت بھی کی ہے کہ جب وہ باہر نکلے تو پردہ میں نکلے۔ وہ اپنی زینت کو غیر مردوں کے لئے ظاہر نہ کرے اور زینت کا اصل مقام عورت کا چہرہ ہوتا ہے۔ اس لئے اسے چہرے کا پردہ کرنے کا حکم دیا گیا اور اپنی آنکھوں کو نیچی رکھنے کی تاکید کی گئی۔ تاکہ بُرائی کا سدباب ہو سکے۔ عورتوں کو بازار یا مردوں کے اجتماعات میں سے گزرنے کا احتمال ہو تو وہاں انہیں خوشبو لگا کر نہیں جانا چاہئے۔

آنے جانے والے اگر سر راہ بیٹھنے والوں کو سلام کریں تو انہیں لازم ہے کہ وہ سلام کا جواب ضرور دیں۔ راستے میں ایک دوسرے کو سلام کرنا چاہئے خواہ آپس میں پہچان بھی نہ ہو۔ کیونکہ سلام ایک نیک دعا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبارک اور پاکیزہ کلمات ہیں۔ صحابہ کرامؓ نیکیاں کمانے کے اتنے مشتاق تھے کہ وہ بازاروں میں نکل جاتے اور ہر ملنے والے، آنے جانے والوں کو سلام کرتے اور آنحضرت ﷺ کے قول مبارک اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ پر

عمل کرتے۔ سوار کو پیدل چلنے والے شخص اور پیدل چلنے والے شخص کو بیٹھے ہوئے شخص کو سلام کرنے میں پہل کرنی چاہئے۔

اسلام ہر حالت میں عبادات بجالانے کا حکم دیتا ہے راستے میں اگر بلندی یا پستی آئے تو بھی آہستہ آواز کے ساتھ تکبیر و تہلیل اور تسبیح کرنی چاہئے۔ راستے میں اگر کسی کو سواری میں مدد کی ضرورت ہو تو اس کی مدد کرنی چاہئے۔ راستہ پوچھنے والوں کو راستہ بتانا بھی نیکی ہے۔ بازار یا رستہ میں چلتے پھرتے کوئی چیز نہیں کھانی چاہئے۔ راستوں یا سایہ دار درختوں کے نیچے بول و براز پیشاب نہیں کرنا چاہئے تاکہ مسافر کو تکلیف نہ ہو۔ راستہ میں کوئی ہتھیار کھلے طور پر لے کر نہیں گزرنا چاہئے تاکہ راہ گیر کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ اگر راہ چلنے والوں میں کوئی اعتراض کی بات دیکھیں تو پیار اور نرمی سے انہیں منع کریں۔ کیونکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مومن کا شیوہ ہے۔ راستہ کے کناروں پر بیٹھے ہوئے لوگوں کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی مجلس میں کوئی ناشائستہ کلام نہ کریں بلکہ ایسی گفتگو کریں جس سے دل نیکی کے کاموں کی طرف راغب ہوں اور آنے والے وہاں سے کچھ حاصل کر کے ہی جائیں نہ کہ گنوا کر۔

پس ان مجلسوں میں بھی نیکی اور ذکر الٰہی کی باتیں کرنی چاہئیں تاکہ ملائکہ اس مجلس کو ڈھانپ لیں اور خدا تعالیٰ کی رحمت ان پر نازل ہو۔ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اپنی بزم میں یاد کرتا ہے جو اپنی مجلس میں خدا کو یاد کرتے ہیں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 04 مارچ 2023ء)



(قسط7)

ملاقات کے آداب

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٨﴾ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ (النور:29-28)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو یہاں تک کہ تم اجازت لے لو اور ان کے رہنے والوں پر سلام بھیج لو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو اور اگر تم ان (گھروں) میں کسی کو نہ پاؤ تو اُن میں داخل نہ ہو یہاں تک کہ تمہیں (اس کی) اجازت دی جائے اور اگر تمہیں کہا جائے واپس چلے جاؤ تو واپس چلے جایا کرو۔ تمہارے لئے یہ بات زیادہ پاکیزگی کا موجب ہے اور اللہ اُسے، جو تم کرتے ہو، خوب جانتا ہے۔

جب کسی کے گھر جائیں یا اپنے گھر جائیں تو پوچھنے پر اپنا نام بتائیں یہ نہ کہیں کہ میں آیا ہوں اور اجازت مانگنے سے پہلے سلام کریں۔ بنی عامر کے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے اس طرح اجازت طلب کی کہ باہر سے کہا۔ کیا میں داخل ہو جاؤں؟ آپ ﷺ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ یہ شخص استئذان کا طریق نہیں جانتا، باہر جا کر اس کو طریق سکھلاؤ کہ پہلے سلام کرے اور پھر اندر آنے کی اجازت طلب کرے۔ پس اس شخص نے یہ سن کر پہلے ''السلام علیکم'' عرض کی اور پھر کہا: کیا میں داخل ہو سکتا ہوں؟ تو آنحضور ﷺ نے اسے اجازت عنایت فرمائی اور وہ اندر داخل ہو گیا۔

(سنن أبی داؤد کتاب الادب)

آپؐ فرماتے ہیں: کسی شخص کے لئے حلال نہیں کہ وہ کسی کے گھر میں اجازت کے بغیر جھانکے اگر اس نے دیکھ لیا تو گویا کہ وہ اس کے گھر میں داخل ہو گیا۔

(سنن الترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ما جاء فی کراھیۃ)

آپؐ فرماتے ہیں: اَلِاسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ صرف تین دفعہ اجازت طلب کرنی چاہئے، فَإِنْ أُذِنَ لَكَ اگر اجازت دے دی جائے تو ٹھیک ہے، وَإِلَّا فَارْجِعْ ورنہ واپس چلا جا۔

(صحیح مسلم، کتاب الآداب، باب الاستئذان)

آپؐ فرماتے ہیں: جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے ملے تو اسے سلام کہے پھر جب کوئی درخت یا دیوار یا پتھر درمیان میں حائل ہو جائے یعنی وہ ایک دوسرے سے اوجھل ہو جائیں اور دوبارہ آپس میں ملیں تو پھر ایک دوسرے کو سلام کہیں۔

(ابوداؤد کتاب الادب)

آپؐ فرماتے ہیں: اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ (جب کسی سے ملاقات کرنے جاؤ تو) بات کرنے سے پہلے سلام کرو۔

(سنن الترمذی، کتاب الاستئذان والآداب عن رسول اللہ، باب ما جاء فی السلام)

آپؐ فرماتے ہیں: آپس میں ملنے ملانے کا عمدہ طریق یہ ہے کہ ایک دوسرے سے ملتے وقت مصافحہ کرو۔

(ترمذی ابواب الادب)

آپؐ اپنے چچازاد بھائی حضرت جعفر بن ابی طالبؓ سے ملے تو آپؐ نے بَوقتِ ملاقات ان سے معانقہ کیا اور ان کی پیشانی کا بوسہ لیا۔

(ابوداؤد کتاب الادب)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت نبی اکرم ﷺ کے متعلق احادیث میں بیان ہوا ہے کہ آپؐ ہمیشہ مسکراتے رہتے تھے۔آپ کو دیکھنے والا ہر شخص آپؐ کے چہرے پر ہمیشہ بشاشت کے آثار مشاہدہ کیا کرتا تھا۔ گویا مسکرانا سنت نبوی ہے۔ میں دوستوں کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ مسکراتے چہروں اور مخلصانہ جذبات کے ساتھ اپنے آنے والے بھائیوں کا استقبال کریں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 06 مارچ 2023ء)



(قسط8)

گفتگو کے آداب

حقیقت یہ ہے کہ ہر بات کی خدا تعالیٰ کے ہاں بازپرس ہو گی۔اس لئے ہمیشہ پاکیزہ اور نیک کلمات بولنے چاہیں۔زبان کا باہمی تعلقات پر نہایت گہرا اثر پڑتا ہے نیک کلام کے اندر ایک مقناطیسی کشش ہوتی ہے۔مومن کی زبان گندے اور غلیظ کلام سے محفوظ رہتی ہے۔اس کا کلام پاکیزہ ہوتا ہے۔حدیث میں مومن کی صفات بیان ہوئی ہیں کہ وہ طعنہ زن، بہت بد دعا کرنے والا، بے حیا اور بد زبان نہیں ہوتا ہے۔وہ حیادار ہوتا ہے اور حیادار شخص کی زبان اس کے قابو میں رہتی ہے

اگر کوئی بات کہو تو ہمیشہ سچ بات کہو۔پیچدار بات نہ کرو۔توحید کے بعد سب سے بڑی نیکی سچ اختیار کرنا ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ قُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِیۡدًا (احزاب: 71) اے مومنو! اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور وہ بات کہو جو سچی ہو۔پھر سچی بات کہنے کا نتیجہ یہ بتایا کہ گفتگو عام فہم اور وضاحت سے کرنی چاہئے۔آنحضور ﷺ کی گفتگو نہایت شیریں اور دلآویز ہوتی تھی۔آپ بہت ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے تھے، جب کسی بات پر زور دینا ہوتا تو آپؐ اسے دو تین بار دُہراتے تاکہ سننے والوں کو یاد ہو جائے۔پاکیزہ گفتگو کرنی چاہئے کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ پاکیزہ کلمہ بھی صدقہ ہے۔(بخاری و مسلم) اور آگ سے بچاؤ کا ذریعہ بھی ہے۔تکلف اور تصنع کے بغیر گفتگو کرنی چاہئے اور نہ ہی زبان کو موڑ کر گفتگو کرنی چاہئے۔یہود کا یہ طریق تھا کہ وہ اپنی زبان کو پیچ دے کے اور لفظ بگاڑ کر گفتگو کرتے تھے۔

آپؐ نے فرمایا جو لوگ گفتگو کے وقت زبان کو مروڑ مروڑ کر باتیں کرتے ہیں قیامت کے دن ایسے لوگ مجھ سے دور رہیں گے۔(ترمذی) گفتگو میں مبالغہ سے کام نہیں لینا چاہئے۔حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مبالغہ سے تکلف کرنے والے ہلاک ہوئے۔آپؐ نے یہ تین بار فرمایا۔(مسلم) بیہودہ بکواس اور فحش کلامی نہیں کرنی چاہئے۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے آنحضرت ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ نہ تو آپؐ فاحش تھے اور نہ قصداً فحش گوئی کرتے تھے۔(صحیح بخاری) ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ

نے فرمایا کہ مومن فحش بکنے والا، بدزبان اور بدگو نہیں ہوتا۔(ترمذی) پس فحش گوئی سے بچنا چاہئے اور کثرت سے استغفار کرنا چاہئے۔

زبان کا سارے اخلاق پر گہرا اثر پڑتا ہے۔اس لئے مومنوں پر واجب ہے کہ وہ سخت زبانی نہ کرے۔ بُرے نام سے نہ پکارے اور نہ ہی کسی پر لعنت کرے۔ گالی گلوچ نہ دے کیونکہ یہ بدخلقی ہے جو انسان کے ایمان کو غارت کردیتی ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ مومن پر لعنت کرنا اس کے قتل کرنے کے مترادف ہے۔(بخاری) مومن کا فرض ہے کہ وہ اپنے بھائی کی پردہ پوشی کرے۔اس لئے گفتگو میں غیبت جیسی گھناؤنی بُرائی کرنے سے بچا جائے۔ مومنوں کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ (الحجرات:13) کہ تم میں سے بعض بعض کی غیبت نہ کیا کریں۔ کیا تم میں سے کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا۔(اگر تمہاری طرف یہ بات منسوب کی جائے تو) تم اس کو ناپسند کرو گے۔ الھمزۃ: 2۔4 میں ارشاد ہے۔ وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۙ الَّذِىْ جَمَعَ مَالًا وَّ عَدَّدَهٗ ط يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ۚ ہر غیبت کرنے والے اور عیب چینی کرنے والے کے لئے عذاب ہی عذاب ہے۔ چغلی کرنا، تہمت لگانا اور نسب میں طعن کرنا کفر کی علامت ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایسا شخص جنت میں داخل نہیں ہوسکتا۔

گفتگو کے دوران کسی کی حقارت کے ساتھ ہنسی نہ اڑائی جائے۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (الحجرات:12) اے مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے اسے حقیر سمجھ کر ہنسی مذاق نہ کیا کرے ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہو اور نہ ہی عورتیں دوسری عورتوں سے ان کو حقیر سمجھ کر ہنسی ٹھٹھا کیا کریں۔ ممکن ہے کہ وہ عورتیں ان سے بہتر ہوں۔ گفتگو میں اگر کسی مزاح کا رنگ بھی ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن ایسا مزاح نہ کیا جائے جو گھٹیا ہو اور دوسرے کی دل شکنی کا باعث بنے۔ رسول کریم ﷺ شگفتہ مزاج تھے اور کبھی کبھی ظرافت کی باتیں بھی فرماتے۔ بہت زیادہ کلام نہیں کرنا چاہئے کیونکہ کثرت کلام سے بسا اوقات لوگوں میں فساد پھیلنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ آنحضور ﷺ فرماتے ہے کہ اللہ کے ذکر کے بغیر زیادہ کلام نہ کرو۔ اللہ کے ذکر کے بغیر کثرتِ کلام سے دل سخت ہو جاتا ہے اور سنگ دل آدمی اللہ سے سب کے مقابلہ میں دور تر ہوتا ہے۔(ریاض الصالحین)

بات مختصر اور موقع محل کے مطابق کرنی چاہئے۔آنحضرت ﷺ کو یہ وصفِ کامل خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا گیا تھا۔سوچ سمجھ کر اور عقل کے ساتھ گفتگو کرنی چاہئے۔ بات کرتے وقت مزاج شناسی کر لینی چاہئے خواہ مخواہ ایسی بات نہیں کرنی چاہئے جسے سن کر دوسرا مشتعل ہو جائے۔ایسے طریق سے کلام کرنا چاہئے جو مخاطب کے فہم کے مطابق ہو، جس سے وہ بات کو اچھی طرح سمجھ سکے اور اس کی غلط فہمی دور ہو جائے۔آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ لوگوں سے ان کے فہم اور ادراک کے مطابق کلام کیا کرو۔(دیلمی) حضورؐ تو نباض اعظم تھے۔آپؐ ہمیشہ آدمی کی طبع کا اندازہ لگا کر جواب دیتے تھے۔ صحابہ کرامؓ جب بھی آپؐ سے کوئی سوال یا مسئلہ پوچھتے آپؐ ہمیشہ ان کی سمجھ اور حالت کے مطابق جواب دیتے تھے۔غصے اور جوش میں آکر تیزی سے جلد جلد بات نہیں کرنی چاہئے بلکہ تحمل کے ساتھ گفتگو کرنی چاہئے کیونکہ بے جا غصہ میں کہی گئی بات اپنا اثر کھو بیٹھتی ہے۔ غصہ کو قابو میں رکھ کر باتیں کرنا حوصلہ مندی اور مردانگی کا ثبوت ہے۔اگر موقع نہ ہو یا کہنے کو اچھی بات نہ ہو تو پھر خاموش رہنا چاہئے۔آنحضور ﷺ اکثر چُپ رہتے اور بے ضرورت کبھی گفتگو نہ فرماتے تھے۔آپؐ فرماتے تھے جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ بھلی بات کہے یا خاموش ہو رہے۔ (اربعین نودی)

سنی سنائی بات کو آگے نہیں پھیلانا چاہئے۔افواہیں پھیلانے سے معاشرے کی سالمیت اور امن کو سخت نقصان پہنچتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہر سنی ہوئی بات کو بے سوچے سمجھے پھیلا دینا انسان کے لئے بڑا جھوٹ بن جاتا ہے(مسلم)ایک دوسرے سے بات سن کر بغیر تحقیق کے باتیں پھیلا دینا گناہ ہے کیونکہ اس طرح ایک آدمی کی عزت پر ناحق حملہ ہو جاتا ہے اور وہ بدنام ہو جاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے سخت عذاب ہو گا۔ مذاق میں بھی جھوٹ نہیں بولنا چاہئے اور جھوٹ کو سچائی کے رنگ میں بھی پیش نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ جھوٹ ایک زہر ہے جس سے انسان ہلاک ہو جاتا ہے اور جہنم میں جا پہنچتا ہے۔اگر انسان ہنسی مذاق میں ہی جھوٹ کی عادت ڈال دے تو پھر وہ سنجیدہ جھوٹ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ(الحج) جھوٹ بولنے سے بچو۔آنحضرت ﷺ سب سے زیادہ صادق القول اور راستباز تھے۔آپؐ جھوٹ کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرتے تھے اور فرماتے تھے۔ وہ جھوٹ حرام ہے جو محض ہنسانے اور خوش کرنے کے لئے ہو۔ آپؐ فرماتے تھے۔ ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو بات کرتا ہے اور اس میں جھوٹ بولتا ہے تاکہ اس سے لوگوں کو ہنسائے اس کے لئے ہلاکت وتباہی ہے۔

جھوٹی گواہی کبھی نہیں دینی چاہیئے۔ خواہ وہ اپنی ماں باپ، حقیقی بھائی یا رشتہ دار کے متعلق ہو۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کی یہ صفت بیان فرماتا ہے کہ وہ جھوٹی گواہیاں نہیں دیتے۔ بات بات میں قسم نہیں کھانی چاہیئے۔ مومنوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لغو قسموں سے اعراض کرتے ہیں۔ یہ بہت بُری خصلت ہے کہ انسان جس کے پاس جائے اس کی بات کرے، یہ منافقت ہے۔ اِدھر کی بات سن کر اُدھر اور اُدھر کی بات سن کر اِدھر نہیں بتانی چاہیئے کیونکہ اس سے فساد پھیلتا ہے۔

کسی کی تعریف کرتے ہوئے مبالغہ آرائی نہ کی جائے۔ ایسی مدح مکروہ ہے۔ گفتگو کے دوران کسی کی بات کاٹنی نہیں چاہیئے۔ جب ایک شخص گفتگو کر رہا ہو تو اس کی طرف متوجہ ہو کر اس کی بات سننی چاہیئے۔ جب دو شخص باہم گفتگو کر رہے ہوں اور وہ اس بات کو ناپسند کرتے ہوں کہ کوئی شخص ان کی گفتگو سنے تو تجسس نہیں کرنا چاہیئے اور نہ ہی کان لگا کر ان کی بات سننی چاہیئے۔ بزرگوں کے سامنے اُونچی آواز کے ساتھ بات چیت نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ ادب کے ساتھ ان سے گفتگو کی جائے۔ اگر کوئی مجلس میں نامناسب گفتگو کرے تو اسے مطلع کر دینا چاہیئے اور اگر کوئی شخص اچھی بات کہے تو اس کی داد دینا بھی جائز ہے۔ اگر بیت الخلا میں ہوں تو کسی سے گفتگو نہیں کرنی چاہیئے۔

پس ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنی زبان کی حفاظت کریں۔ اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے کسی کو دکھ نہ دیں۔ جب بھی بات کریں تو سچ بولیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم راست گفتار بن جائیں اور کلام کے سب آداب کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمیشہ رفق اور ملاطفت کے ساتھ گفتگو کریں۔ تا خدائے کلیم کے پاک کلام اور خوشخبریوں سے ہم مشرف ہو سکیں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 07 مارچ 2023ء)



(قسط9)

مجلس کے آداب

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قِیْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا یَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَ اِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ (المجادلہ: 12)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تمہیں یہ کہا جائے کہ مجلسوں میں (دوسروں کیلئے) جگہ کھلی کر دیا کرو تو کھلی کر دیا کرو، اللہ تمہیں کشادگی عطا کرے گا اور جب کہا جائے کہ اُٹھ جاؤ تو اُٹھ جایا کرو۔

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

جب تم میں سے کوئی شخص کسی مجلس میں پہنچے تو اُسے سلام کرنا چاہیئے، وہاں بیٹھنا چاہے تو بیٹھ جائے اور جب جانے کے لئے کھڑا ہو تو تب بھی سلام کرے، کیونکہ پہلا سلام دوسرے سلام سے زیادہ افضل نہیں ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب الاستئذان والآداب عن رسول اللہ)

آپؐ فرماتے ہیں:

جب لوگ کسی مجلس میں آئیں، ان میں سے اگر کوئی شخص اپنے کسی اور بھائی کو (کھڑا دیکھ کر) بلائے اور اس کے لئے جگہ کشادہ کر دے تو چاہیئے کہ (جو کھڑا ہے) وہ اس کے پاس چلا جائے، کیونکہ یہ اس کی تعظیم و تکریم ہے جو اس کے بھائی نے کی ہے۔ پس چاہیئے کہ وہ اس (کے پاس جا کر) بیٹھ جائے۔

(الطیوریات، الجزء الرابع)

آپؐ فرماتے ہیں:

جب تم میں سے کوئی شخص کسی مجلس میں پہنچے، اگر اس کے لئے جگہ کشادہ کر دی جائے تو وہ وہاں بیٹھ جائے، ورنہ کوئی اور خالی جگہ تلاش کرے اور وہاں جا کر بیٹھ جائے۔

(صحیح الجامع الصغیر وزیاداتہ، المجلد الاول، حرف الالف)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"بعض دفعہ میں نے دیکھا ہے بعض پڑھے لکھے لوگ بھی پھلانگتے ہوئے آگے آنے کی کوشش کرتے ہیں اُن کو احتیاط کرنی چاہئے۔ جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائیں۔ کسی دوسرے کی تکلیف کا باعث نہ بنیں اور جلسے کے دنوں میں کیونکہ رَش ہوتا ہے اس لئے جو پہلے آنے والے ہیں وہ آگے آ کر بیٹھ جایا کریں تاکہ پیچھے سے آنے والے آرام سے بیٹھا کریں، بجائے اس کے کہ بیچ میں جگہ خالی ہو اور پھر لوگوں کو پھلانگ کر آنا پڑے۔"

آپؐ نے منع فرمایا کہ کوئی شخص دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر بیٹھے۔

(صحیح الجامع الصغیر وزیاداتہ، باب المناھی)

آپؐ فرماتے ہیں:

جو کوئی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے اسے چاہئے کہ وہ (مجلس کے دوران) کوئی اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الادب)

آپؐ فرماتے ہیں:

تم میں سے کوئی کسی شخص کو اس کی جگہ سے نہ اُٹھائے تاکہ وہاں بیٹھ جائے۔

(صحیح مسلم، کتاب السلام)

آپؐ فرماتے ہیں:

جو شخص مجلس سے اٹھ کر کہیں جائے اور پھر وہ اپنی جگہ پر واپس آئے تو وہ اس جگہ کا سب سے زیادہ حق دار ہے۔

(صحیح الجامع الصغیر وزیاداته، المجلد الاول حرف الالف)

آپؐ فرماتے ہیں: جب کچھ لوگ کسی مجلس میں باتیں کر رہے ہوں اور نہ چاہتے ہوں کہ کوئی اور ان کی باتیں سنے، اس کے باوجود اگر کوئی آکر ان کی باتیں سننے لگ جائے تو قیامت والے دن اس سننے والے کے کان میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔

(سنن الترمذی، کتاب اللباس عن رسول الله، باب ماجاء فی المصورین)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں: مجلس میں کسی معزز جگہ کے پانے کے لئے جلدی نہ کر، کیونکہ وہ جگہ جس پر تجھے بٹھایا جاتا ہے اس سے بہتر ہے جس سے تجھے اٹھا کر نیچے بٹھا دیا جائے۔

(غرر الحکم: 10283)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

"اسلام نے اُٹھنے اور بیٹھنے اور مجالس میں آنے کے آداب سکھائے ہیں۔ یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں مگر چھوٹی چھوٹی چیزوں نے ہی اسلامی معاشرہ کو ایک فرقان بنا دیا ہے۔ یہ بظاہر چھوٹی چیزیں نتائج کے لحاظ سے چھوٹی نہیں رہتیں بلکہ زبردست چیزیں بن جاتی ہیں جس پر ایک مسلمان کو، ایک احمدی کو فخر کرنا چاہئے۔"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

سچے مومن تو وہی ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائیں اور جب کسی اہم اجتماعی معاملے پر (غور کے لئے) اس کے پاس اکٹھے ہوں تو جب تک اس سے اجازت نہ لے لیں، اٹھ کر نہ جائیں۔ یقیناً وہ لوگ جو تجھ سے اجازت لیتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والے ہیں۔ پس جب وہ تجھ سے اپنے بعض

کاموں کی خاطر اجازت لیں تو ان میں سے جسے چاہے اجازت دے دے اور ان کے لئے اللہ سے مغفرت طلب کرتا رہ۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(النور: 63)

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفی ﷺ فرماتے ہیں: تم میں سے جب کوئی اپنے بھائی سے ملنے جائے تو اس وقت تک اس کے پاس سے نہ اٹھے جب تک اس سے اجازت نہ لے لے۔

(الجامع الصحیح، آداب المعاملة، الاستیذان)

حضرت واثلة بن الخطّابؓ روایت کرتے ہیں آپؐ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک صحابیؓ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے ان کے لئے جگہ کشادہ کی، تو انہوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول! جگہ تو کافی کشادہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا: یقیناً ایک مسلمان کا حق ہے کہ جب اس کا بھائی اسے دیکھے تو اس کے لئے ذرا کھسک کر جگہ مزید کشادہ کر دے۔

(شعب الإيمان مؤلفه احمد بن الحسين، فصل فی قيام المرء لصاحبه علی وجه الإكرام والبر)

حضرت علیؓ روایت بیان کرتے ہیں کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپؐ کے سامنے کوئی بیٹھا ہو اور آپؐ نے اس کے سامنے ٹانگیں پھیلائی ہوں۔

(بحار الانوار: جلد 13 صفحہ 236)

آپؐ فرماتے ہیں: مجلس میں فحش کلامی نہ کر، ایسا نہ ہو کہ لوگ تیری بد خلقی کی وجہ سے تجھ سے دوری اختیار کر لیں اور کسی آدمی سے خفیہ طور پر بات نہ کر جب تیرے ساتھ دوسرا آدمی ہو۔

(بحار الانوار: 84/354/2)

ان آداب کے علاوہ مندرجہ ذیل امور بھی احادیث سے ثابت ہیں۔ مجلس میں دوسروں کے لئے جگہ کشادہ کرنا ایک آدمی کو اپنے دینی بھائی کے ساتھ محبت میں بڑھاتا ہے اور آپؐ نے مجلس میں دوسرے کی بات کاٹنے سے بھی منع فرمایا اور آپؐ نے ہمیں مجلس کے آداب میں یہ بات بھی سکھائی ہے کہ مجالس کی باتیں بطور امانت ہوتی

ہیں اگر کوئی مجالس کی باتیں افشاء کرتا ہے تو یہ خیانت ہے،اس سے بچنا چاہئے۔لیکن ایسی مجالس جس میں کسی کے قتل کرنے کا ارادہ کیا جائے، یا حرام شرم گاہ کو حلال سمجھا جائے، یا کسی کا مال لوٹنے کا پروگرام بنایا جائے اس صورت میں مجالس امانت نہیں ہوتیں۔

یہ بات بھی مجلس کے آداب میں سے ہے کہ کوئی اپنے دانتوں کا خلال مجلس میں بیٹھ کر نہ کرے،اور نہ اپنے ناک میں انگلی ڈالے۔اسی طرح بلغم اور تھوک بھی نہ پھینکے۔

ایسی مجالس میں بیٹھنے سے منع فرمایا ہے جس میں امام کو بُرا کہا جائے یا جس میں کسی کی غیبت کی جائے۔
پیاز، لہسن وغیرہ کھا کر مسجد میں جانے سے منع فرمایا گیا ہے،اس سے فرشتوں اور انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے اور مجلس کے اندر کی ہوئی باتوں کا کفارہ یہ ہے کہ جب آدمی مجلس سے اُٹھنے لگے تو یہ دعا پڑھے: پاک ہے تو اے اللہ! اور اپنی تعریف کے ساتھ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی شریک نہیں میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتے ہوئے جھکتا ہوں۔

(صحیح الجامع الصغیر وزیاداتہ)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 08 مارچ 2023ء)



(قسط10)

نیک مجالس کی فوقیت اور اس کے آداب

ان مجالس میں بیٹھو جن کو دیکھ کر تمہیں خدا یاد آئے، دینی علم بڑھے اور جن کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ (التوبہ : 119)

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں: آخری زمانہ میں لوگ مساجد میں حلقے بنا کر بیٹھیں گے۔إِمَامُهُمُ الدُّنْيَا ان کا امام دنیا ہو گی۔ پس تم ان کے ساتھ نہ بیٹھو، اللہ کو ان کے بیٹھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

(المعجم الكبير، بَاب أَحَادِيثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَبَّاسِ)

آپؐ فرماتے ہیں: اَلْمَجَالِسُ ثَلَاثَةٌ غَانِمٌ، وَسَالِمٌ، وَشَاجِبٌ۔ مجالس کی تین اقسام ہیں۔ جن میں شامل ہونے والا ایک گروہ غَانِم، کامیاب اور فائدہ اٹھانے والا ہے، اور دوسرا سَالم نہ فائدہ اٹھانے والا اور نہ نقصان میں مبتلا ہونے والا اور تیسرا گروہ شَاجِب ہے جو ہلاک ہونے والا ہے۔ سو غَانِم کامیاب اور فائدہ اٹھانے والا وہ گروہ ہے جو اپنی مجالس میں کثرت سے خدا تعالیٰ کا ذکر کرے اور سَالم نہ فائدہ اور نہ نقصان اٹھانے والا وہ گروہ ہے جو خاموش رہے اور کسی کے خلاف بات نہ کرے اور تیسرا شَاجِب ہلاک ہونے والا وہ گروہ ہے جس کے اقوال و اعمال دونوں خدا تعالیٰ کی معصیت سے پُر ہوں۔

(إتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة 6/ 375)

کسی نے ایک دفعہ حضور ﷺ سے پوچھا کہ بہترین ہم نشیں کون ہیں؟ کن لوگوں کی مجلس میں ہم بیٹھیں؟ اس پر آپؐ نے فرمایا ان لوگوں کی مجلس میں بیٹھو جن کو دیکھ کر تمہیں خدا یاد آئے اور جن کی گفتگو سے تمہارا دینی علم بڑھے اور جن کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے۔

(مسند أبي يعلى الموصلي، أَوَّلُ مُسْنَدِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رقم الحديث : 2408)

آپؐ فرماتے ہیں کہ وہ مجلس جس میں اللہ کا ذکر نہ کیا گیا نہ شرکائے مجلس میں سے کسی نے اللہ کے نبی ﷺ پر درود بھیجا، وہ مجلس اللہ کے عذاب کی مستحق ہوگی۔ اب یہ اس کی مرضی ہے چاہے عذاب میں مبتلا کر دے اور چاہے معاف فرمادے۔

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات عن رسول الله، ما جاء في القوم یجلسون)

بعض صحابہؓ کا دستور تھا کہ وہ باقاعدہ ذکر الٰہی کی مجالس کا قیام کیا کرتے تھے اور دوسروں کو کہتے کہ آؤ ہم چند گھڑیاں اپنے رب پر ایمان کی باتیں کریں۔

(مسند أحمد، کتاب باقی مسند المکثرین)

آپؐ فرماتے ہیں: اللہ کے چند فرشتے ہیں جو رستوں میں گھومتے ہیں اور ذکر کرنے والوں کو ڈھونڈتے ہیں۔ جب وہ کسی قوم کو ذکر الٰہی میں مشغول پاتے ہیں تو وہ فرشتے ایک دوسرے کو پکار کر کہتے ہیں، آؤ! ہمیں اپنا مقصود مل گیا ہے اور پھر وہ ان ذکر الٰہی کرنے والوں کو اپنے پروں سے آسمان تک ڈھانپ لیتے ہیں اور ایسے لوگوں میں اگر کوئی راہ گزر بھی آکر بیٹھ جائے تو اسے بخش دیا جاتا ہے کیونکہ هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ یہ وہ لوگ ہیں جن کے ساتھ بیٹھنے والے بھی اجر سے محروم نہیں رہتے۔

(صحیح البخاری، کتاب الدعوات، فضل ذکر الله)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”جب انسان ایک راستباز اور صادق کے پاس بیٹھتا ہے تو صدق اس میں کام کرتا ہے لیکن جو راستبازوں کی صحبت کو چھوڑ کر بدوں اور شریروں کی صحبت کو اختیار کرتا ہے تو ان میں بدی اثر کرتی جاتی ہے۔“

حضرت خلیفۃالمسیح الثّانیؓ فرماتے ہیں: اس شخص کی مثال جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا ایسی ہی ہے جیسے زندہ اور مردہ کی۔ یعنی وہ جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے وہ زندہ ہوتا ہے اور جو نہیں کرتا وہ مردہ۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ذکر اللہ کس قدر اہم اور ضروری ہے۔"

ہمارے پیارے اِمام حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مجالس کے آداب کے سلسلہ میں احادیث مبارکہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی قوم مسجد میں کتاب اللہ کی تلاوت اور باہم درس وتدریس کے لئے بیٹھی ہو تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے۔ رحمت باری ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان کو اپنے جِلو(سایہ) میں لے لیتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور وہاں ذکر الٰہی نہیں کرتے وہ اپنی اس مجلس کو قیامت کے روز حسرت سے دیکھیں گے۔"

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 16 جولائی 2004ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 09 مارچ 2023ء)



(قسط11)

کھانے کے آداب

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ لَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَ مَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى (طٰہٰ:82)جو رزق ہم نے تمہیں عطا کیا ہے اس میں سے طیّب چیزیں کھاؤ اور اس بارہ میں حد سے تجاوز نہ کرو۔

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں: اگر تم میں سے کوئی کھانے لگے تو بِسْمِ اللّٰہِ پڑھے اور اگر بھول جائے تو کہے بِسْمِ اللهِ اَوَّلِهٖ وَاٰخِرِهٖ اللہ کے نام کے ساتھ اس کے آغاز اور آخر میں۔

(سنن الترمذی، کتاب الاطعمة عن رسول الله)

آپ ﷺ نے فرمایا کُلْ بِيَمِيْنِكَ وَ كُلْ مِمَّا يَلِيْكَ اللہ کا نام لو، دائیں ہاتھ سے اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔

(سنن أبي داؤد، کتاب الاطعمة، باب الاکل بالیمین)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

" آنحضور ﷺ بے صبری اور بے قراری کے ساتھ کھانے کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔ تہذیب کے خلاف ہونے کے علاوہ بے صبری اور افراتفری سے کھانا نظام ہضم پر بھی بہت بُری طرح اثر انداز ہوتا ہے چنانچہ اطباء کمزور معدہ مریضوں کو خاص طور پر آہستہ آہستہ چبا کر کھانے کی ہدایت کرتے ہیں۔ کھانے کے دوران برتن میں چاروں طرف ہاتھ مارنا اور بہتر حصوں کی تلاش اور ان تک پہلے پہنچ جانے کی کوشش آنحضور ﷺ کو سخت ناپسند

تھا۔ آپؐ فرماتے ہیں جب کوئی شخص کچھ کھائے تو اسے دائیں ہاتھ سے کھانا چاہئے اور دائیں ہاتھ سے پینا چاہئے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور بائیں سے پیتا ہے۔

(صحیح مسلم،کتاب الاشربۃ)

آپؐ فرماتے ہیں کھانا اکٹھا کھایا کرو اور اللہ کا نام لے کر کھایا کرو، يُبَارَكْ لَكُمْ فِيهِا اس میں تمہارے لئے برکت پیدا ہو جائے گی۔

(سنن ابی داوود،کتاب الاطعمۃ،باب فی الاجتماع علی الطعام)

آپؐ اپنے کھانے میں دوسروں کو شریک کرنے کی تحریک کرتے ہوئے فرماتے ہیں ایک آدمی کا کھانا دو کے لئے کافی ہوتا ہے اور دو آدمیوں کا کھانا چار آدمیوں کے لئے کافی ہوتا ہے اور چار کا کھانا آٹھ کے لئے کافی ہوتا ہے۔

(صحیح مسلم،کتاب الاشربۃ)

آپؐ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ کھانا وہ ہے جس میں زیادہ کھانے والے شامل ہوں۔

(صحیح الجامع الصغیر وزیاداتہ،المجلد الاول)

آپؐ فرماتے ہیں أَبْرِدُوا الطَّعَامَ ... گرم کھانا ٹھنڈا کر لیا کرو، فَإِنَّ الطَّعَامَ الْحَار ...یقیناً زیادہ گرم کھانے میں برکت نہیں ہوتی۔

(المستدرك علی الصحیحین،كِتَابُ الْأَطْعِمَةِ)

آپؐ فرماتے ہیں الْبَرَكَةُ تَنْزِلُ وَسَطَ الطَّعَامِ وَلَا تَأْكُلُوامِنْ وَسَطِهِ برکت کھانے کے درمیانی حصہ میں نازل ہوتی ہے فَكُلُوا مِنْ حَافَتَيْهِ پس اس کے کناروں سے کھاؤ، اس کے درمیان میں سے نہ کھانا شروع کردو۔

(سنن الترمذی،باب ما جاء فی کراھیۃ الاکلِ من وسط الطعام)

ہمارے پیارے اِمام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"کھانا کھانے سے پہلے بھی ہاتھ دھونے کا حکم آتا ہے۔ آپ ﷺ کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھوتے تھے اور کلّی کرتے تھے بلکہ ہر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد کلّی کرتے اور آپ ﷺ پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد بغیر کلی کئے نماز پڑھنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ کھانا کھا کر کلّی بھی کرنی چاہئے اور ہاتھ بھی دھونے چاہئیں اور اس سے پہلے بھی تاکہ ہاتھ صاف ہو جائیں اور بعد میں اس لئے کہ سالن کی بُو منہ اور ہاتھوں سے نکل جائے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ ہاتھ دھو کر دائیں ہاتھ سے کھانا کھانا چاہئے۔"

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفی ﷺ نے کبھی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔ جب کھانا پسند فرماتے تو کھا لیتے اور جب ناپسند فرماتے تھے تو ترک فرما دیتے۔

(صحیح البخاری کتاب المناقب باب صفۃ النبی)

آپؐ فرماتے ہیں جب تم کھانا کھاؤ تو اپنے جوتے اُتار لیا کرو کیونکہ فَإِنَّهُ أَرْوَحُ لِأَبْدَانِكُمْ ایسا کرنا تمہارے جسم کو تازگی بخشے گا۔

(المستدرک علی الصحیحین کِتَابُ الْأَطْعِمَةِ)

آپؐ فرماتے ہیں ابن آدم نے پیٹ سے زیادہ کسی بدترین برتن کو نہیں بھرا، حالانکہ ابن آدم کے لئے تو اتنے لقمے ہی کافی ہیں جو اس کی کمر کو سیدھا رکھ سکیں، اگر زیادہ کھانا ضروری ہو تو ثُلُثُ طَعَامٍ ایک تہائی کھانا ہو، وَثُلُثُ شَرَابٍ ایک تہائی پانی ہو، وَثُلُثٌ لِنَفْسِهِ اور ایک تہائی سانس لینے کے لئے ہو۔

(مسند أحمد کتاب مسند الشامیین، باب حدیث المقدام بن معدی)

آپؐ فرماتے ہیں كُلْ وَأَنْتَ تَشْتَهِيْ اس وقت کھاؤ جب کھانے کی رغبت ہو۔ وَدَعْ وَأَنْتَ تَشْتَهِيْ اور اس وقت چھوڑ دو جب اور کھانے کی رغبت باقی ہو۔

(نوادر المخطوطات، رسالۃ رابعۃ)

ہمارے پیارے اِمام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ بہت سی بیماریاں جو پیدا ہورہی ہیں اس خوراک کی وجہ سے پیدا ہورہی ہیں۔اس لئے حکم ہے کہ مومن کو بھوک چھوڑ کر اور اعتدال سے کھانا چاہئے۔

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں بَرَکَۃُ الطَّعَامِ... کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ منہ دھونا کھانے کو بابرکت بنادیتا ہے۔

(سنن الترمذی کتاب الاطعمۃ عن رسول اللہ باب ما جاء فی الوضوء)

آپ ﷺ فرماتے ہیں فَلَا آکُلُ مُتَّکِئًا میں ٹیک لگائے ہوئے کھانا نہیں کھاتا۔

(سنن الترمذی کتاب الاطعمۃ عن رسول اللہ،ماجاء فی کراھیۃ)

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ یَتَنَفَّسُ فِی الشَّرَابِ ثَلَاثًا پانی پیتے ہوئے تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اِنَّہُ أَرْوَی اس طرح پانی پینا انسان کو سیراب کردیتا ہے، وَأَبْرَأ اور پیاس کی شدت کو بجھاتا اور پانی کے مضر اثرات سے بچاتا ہے وَأَمْرَأُ اور نگلنے اور ہضم ہونے میں مد ہے۔

(صحیح مسلم،کتاب الاشربۃ،باب کراھۃ التنفس فی نفس الاناء)

آپ ﷺ نے مشک کو منہ لگا کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الاشربۃ الشرب من فم السقاء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ ایک سانس میں پانی پینے کی ممانعت کے متعلق فرماتے ہیں۔

یکلخت ایک ہی سانس میں پانی پی جانا بھی جہاں انسان کی بے صبری اور بے وقرے پن کو ظاہر کرتا ہے وہاں صحت کے لئے بھی مضر ثابت ہو سکتا ہے چنانچہ آنحضور ﷺ نے اس بد عادت سے بھی بڑے لطیف انداز میں

منع فرمایا۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ تم ایک دم اونٹ کی طرح پانی نہ پیو۔ بلکہ دو تین مرتبہ دم لے کر پیئو اور بسم اللہ کہو۔ جب پانی پینا شروع کرو تو بسم اللہ اور جب دوبارہ برتن منہ سے لگاؤ تو الحمد للہ کہو

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے پانی پیتے وقت پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔ایک شخص نے عرض کیا۔ میں پانی میں تنکے پڑے ہوئے دیکھتا ہوں ۔آپؐ نے فرمایا (ایسی حالت میں) تھوڑا سا پانی پھینک دو۔ پھر اس نے عرض کیا۔ میں ایک سانس میں پانی پینے سے سیراب نہیں ہوتا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا پیالے کو منہ سے علیحدہ کرو اور پھر سانس لو۔

آپؐ نے مریض کو ایسی چیزیں کھانے سے منع فرمایا ہے جو اس کی بیماری میں مضر ہوں لیکن اگر بیمار کا کوئی چیز کھانے کو دل کرتا اور وہ چیز اس کے لئے مفید بھی ہوتی تو آپؐ اس چیز کا بندوبست کروانے کا حکم دیتے۔ سو آپؐ خیال رکھتے کہ جو چیز ایک انسان کھا رہا ہے وہ اس کے بدن اور روح کے لئے طیب اور مفید بھی ہے کہ نہیں تا کہ حکم خداوندی كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ...(پاکیزہ چیزوں میں سے کھایا کرو اور نیک اعمال بجالاؤ) پر عمل ہو سکے۔ آپؐ فرماتے ہیں: إِنَّ اللّٰهَ لَيَرْضَى عَنِ الْعَبْدِ...اللہ تعالیٰ بندے سے صرف اتنی بات پر راضی ہو جاتا ہے کہ جب وہ بندہ کوئی لقمہ کھائے یا پانی کا گھونٹ پیئے تو اپنے رب کا شکر ادا کر دے۔

(صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار)

آپؐ فرماتے ہیں۔ جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو وہ یہ دعا کرے کہ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا ... اے اللہ! ہمارے لئے اس میں برکت عطا فرما اور اس سے بہترین کھلا اور جس شخص کو اللہ دودھ پلائے تو وہ یہ دعا کرے کہ اے للہ! ہمارے لئے اس میں برکت عطا فرما اور اس میں مزید اضافہ فرما، کیونکہ کھانے اور پینے دونوں کی کفایت دودھ کے علاوہ کوئی چیز نہیں کر سکتی۔

(سنن أبي داؤد کتاب الاشربة)

آپؐ جب کھانے سے فارغ ہوتے تو فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا ... تمام طیب اور مبارک تعریفیں اس خدا تعالیٰ کے لئے ہیں جو کسی کا محتاج نہیں اور سب بندے اس کے اور اس کے رزق کے محتاج ہیں۔

(صحیح البخاریکتاب الاطعمۃ باب ما یقول اذا فرغ من طعامہ)

آپؐ جب کھانا کھاتے یا پانی پیتے تو فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھانا کھلایا اور پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔

(کنز العمال فی سنن الاقوال والافعالالباب الثالث: فی شمائل تتعلق بالعادات المعیشۃ)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 10 مارچ 2023ء)



(قسط12)

دعوت کے آداب

پارٹیاں اور دعوتی جلسے ہماری معاشرت کا ایک اہم حصہ ہیں۔ محلہ داری کا بھی یہ اہم فریضہ ہے کہ انسان وقتاً فوقتاً دعوتوں کے سامان پیدا کرے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اسے محبت بڑھانے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ دعوتی جلسوں کا قیام اسلامی تمدن پر گہرا اثر ڈالتا اور معاشرہ کی بھی احسن رنگ میں تکمیل ہوتی ہے۔ اس لئے دین نے دعوتوں اور تقاریب کے لئے بھی آداب سکھائے تا کہ انسان ان آداب پر عمل پیرا ہو کر اپنی دعوتوں کو حقیقی رنگ میں خوشیوں کی تقاریب بنا سکے۔ دعوتوں کے آداب مندرجہ ذیل ہیں۔

جب کوئی شخص دعوت پر بلائے تو اس کی دعوت کو قبول کرنا چاہیے کیونکہ دعوت کا قبول کرنا انسان کی باہمی محبت کی علامت ہے اور آپس میں پیار کے اظہار کی نشانی ہے۔ بِن بُلائے دعوت میں شریک نہیں ہونا چاہئے۔ دعوت کے لغوی معنی ہی بُلانے اور پکارنے کے ہیں۔ اگر کوئی شخص دعوت پر جاتے ہوئے ساتھ ہو لے تو پھر صاحب خانہ سے اس کے لئے اجازت طلب کی جائے۔ دعوت کے لئے وقت پر جانا چاہئے۔ پہلے جا کر بیٹھنا نامناسب ہے کیونکہ اہل خانہ کو اس سے پریشانی اُٹھانی پڑتی ہے۔ وہ آپ کو اپنی پوری توجہ اور وقت نہیں دے سکتا اور بجائے محبت بڑھنے کے مغائرت کا احساس دلوں پر غالب آنے لگتا ہے۔ قرآنی حکم کے مطابق کہ اپنے عزیزوں اور دوستوں کو سلام کہو۔ سلام کرنا چاہئے اور مصافحہ کرنا چاہئے۔ سلام کہنا بہت بڑی نیکی ہے اور پاکیزہ دعا ہے اور اخوّت دینی کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ دعوتوں اور تقاریب میں آپس میں سلام اور مصافحہ کو رواج دیا جائے۔

ہاتھ دھو کر اور بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھایا جائے اور کھاتے وقت صفائی کا خاص خیال رکھا جائے۔ کھانے میں نقص نہ نکالے جائیں اور نہ ہی مذمت کی جائے۔ رسول کریم ﷺ دستر خوان پر جو کھانا آتا اگر ناپسند ہوتا تو اس میں ہاتھ نہ ڈالتے لیکن اس کو بُرا نہ کہتے۔ مُنہ میں لُقمہ ہو تو باتیں نہیں کرنی چاہئے۔ کھانے کی میز پر اگر بزرگ بیٹھے

ہوں تو کھانے میں جلدی نہیں کرنی چاہئے بلکہ جب تک وہ کھانا شروع نہ کریں باقیوں کو کھانا شروع نہیں کرنا چاہئے۔ جب کوئی شخص کھانے کی دعوت دے اور پھر خود کسی کام میں مشغول ہو جائے تو بُرا نہیں منانا چاہئے کہ وہ ہمارے پاس کیوں آکر نہیں بیٹھا۔ ایک میز سے، ایک دستر خوان سے کھانا دوسرے دستر خوان یا میز تک اُٹھا کر نہیں دینا چاہئے۔ کھانا آنے پر بے صبری، جلدی بازی اور حرص کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ بڑے وقار کے ساتھ مہذبانہ طریق سے کھانا کھانا چاہئے اور نہ ہی کھاتے وقت منہ سے آوازیں نکالنی چاہئیں۔ کیونکہ اس سے دوسرے شخص کو کوفت ہوتی ہے۔ جب کسی دعوت میں جائیں تو اپنے نزدیک اور سامنے کے کھانے سے حصہ لینا چاہئے۔ حضور اکرم ﷺ جو سالن سامنے ہوتا اُسی میں ہاتھ ڈالتے اِدھر اُدھر ہاتھ نہ بڑھاتے تھے اور اس سے اوروں کو بھی منع فرماتے تھے اور فرماتے کُل مِمَّا یَلِیکَ کہ تیرے سامنے ہے اُسے کھا۔ دعوت میں کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی چاہئے جس سے دوسروں کو گھن آئے۔ آنحضرت ﷺ ڈکار کو ناپسند فرماتے تھے کہ اتنا زیادہ کیوں کھا جاتے ہو۔ دعوتوں میں کھانے کو ضائع نہ کریں اپنی پلیٹ میں اتنا ہی ڈالیں جتنی آپ کو کھانے کی چاہت ہے اور پھر اپنی پلیٹ کو صاف کریں اس میں کھانا نہ بچائیں۔

کھانے سے فارغ ہونے کے بعد الحمدللہ پڑھنی چاہئے اور صاحب خانہ کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد دیر تک وہاں نہیں بیٹھنا چاہئے بلکہ صاحب خانہ سے اجازت لے کر جلد واپس چلے جانا چاہئے۔ صاحب خانہ جھجک کی وجہ سے تم سے واپس چلے جانے کا نہیں کہتا۔ امیر لوگ جب دعوت کریں تو انہیں غریب شخص کو بھی دعوت میں لازماً بلانا چاہئے۔ رسول کریم ﷺ فرماتے تھے سب سے بدترین دعوت وہ ہے جس میں امیر لوگوں کو بلایا جائے اور غریبوں کو نظر انداز کر دیا جائے۔ (بخاری) اگر کوئی غریب شخص دعوت کرے اور وہ امراء کو بلائے تو امراء پر لازم ہے کہ وہ اس کی دعوت میں شریک ہوں۔ اگر وہ امیر، غریب کی غربت کی وجہ سے دعوت کو ردّ کر دے تو ایسا شخص خدا اور اس کے رسول کا نافرمان شمار ہوگا۔ دعوتوں میں اپنے ہمسایوں کو بھی ضرور بلانا چاہئے۔ انہیں اپنی خوشیوں میں ضرور شریک کرنا چاہئے۔ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ قرابت نوازی، حسن

خلق اور خوشگوار ہمسائیگی سے بستیاں آباد ہوتی ہیں اور عمریں دراز ہوتی ہیں۔ (کنز العمال) دعوتوں میں تکلف اور اسراف سے کام نہیں لینا چاہئے۔ کیونکہ اسراف کرنا شیخی ہے۔

پس دعوتیں خدا تعالیٰ کی برکتوں کی سبیل ہیں۔ اپنی جسمانی صحت کی حفاظت کے ساتھ ساتھ روحانی صحت کا خاص خیال رکھیں۔ حرام اور منہیات سے بچتے ہوئے ہمیشہ حلال و طیّب غذاؤں کا استعمال کریں تا اخلاق بھی پاکیزہ ہو جائیں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 11 مارچ 2023ء)



(قسط13)

اپنا وقت اور صحت کو خدمت دین میں لگانا چاہیئے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اس دن انسان نصیحت حاصل کرنا چاہے گا مگر اس دن نصیحت پکڑنا اس کے لئے کہاں ممکن ہوگا۔ وہ کہے گا اے کاش! میں نے اپنی زندگی کے لئے (کچھ) آگے بھیجا ہوتا۔

(الفجر:24-25)

آپؐ نے ایک صحابیؓ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: پانچ چیزوں کا ان کے جانے سے پہلے فائدہ اٹھالو۔ جوانی کا بڑھاپے سے پہلے، صحت کا بیماری سے پہلے، امیری کا غربت سے پہلے، فراغت کا مصروفیت سے پہلے، زندگی کا موت سے پہلے۔

(المستدرك على الصحيحن،كتاب الرقاق)

آپؐ فرماتے ہیں:

قیامت کے دن کسی شخص کے قدم اللہ رب العزت کے پاس سے اس وقت تک نہیں ہٹ سکیں گے جب تک اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں نہ پوچھ لیا جائے، اس کی عمر کے بارے میں کہ اس نے کہاں گزاری اور اس نے اپنی جوانی کہاں صَرف کی اور اس نے اپنا مال کہاں سے کمایا اور اس نے اسے کہاں خرچ کیا اور اس نے اپنے علم کے مطابق کس قدر عمل کیا۔

(سنن الترمذی كتاب صفة القيامة)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: مجھے کسی چیز پر اتنی ندامت نہیں ہوتی جتنی اس دن پر ہوتی ہے جس دن سورج غروب ہو جائے اور میری عمر (میں سے ایک دن) کم ہو جائے لیکن میرے اعمال حسنہ میں اضافہ نہ ہو۔

(ارشیف ملتقی التفسیر، الی اجبتی الشباب وقتك جزء من عمرك)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا:

تو وہ بزرگ مسیح ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

پس اپنی اہمیت کو سمجھو، وقت کی نزاکت کو محسوس کرو اور خدا تعالیٰ کی اس نعمت کی قدر کرو جو اس نے تمہارے ہاتھوں کی پہنچ میں رکھی ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13 جنوری 1950ء)

ایک شخص نے آپؐ سے پوچھا کہ بہترین آدمی کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جس کی عمر لمبی اور عمل اچھا ہو۔ اس نے دریافت کیا کون سے لوگ بُرے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا جن کی عمر طویل ہو اور عمل اچھے نہ ہوں۔

(سنن الترمذی، کتاب الزهد عن رسول الله)

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

دنیا دور جارہی ہے اور آخرت قریب آرہی ہے اور ان دونوں جہانوں کے وارث ہیں، پس تم آخرت کے وارثوں میں سے ہو جاؤ اور تم دنیا کے وارثوں میں سے نہ ہو۔ آج کے دن عمل ہے اور کوئی حساب نہیں۔ لیکن کل حساب ہوگا اور کوئی عمل نہیں ہوگا۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق)

آپؐ فرماتے ہیں: اگر تم میں سے کسی پر موت کا وقت آجائے اور اس کے ہاتھ میں کھجور کا پودا ہو، تب بھی اگر ممکن ہو تو اسے چاہئے کہ اسے گاڑ دے۔

(مسند احمد، کتاب باقی مسند المکثرین)

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں:۔دنیا کے دنوں میں سے ہر دن جو آتا ہے وہ دن کہتا ہے: اے لوگو! جان لو! میں ایک نیا دن ہوں اور میں ہر اس عمل کا گواہ ہوں جو آج کیا جائے گا، اور جب سورج غروب ہو جائے گا تو میں تمہارے پاس قیامت کے دن تک واپس نہیں آؤں گا۔

(کلام اللیالی والایام)

حضرت امام ابن القیم فرماتے ہیں۔ وقت کو ضائع کرنا موت سے زیادہ شدت رکھتا ہے، کیونکہ وقت کا ضیاع انسان کو اللہ اور آخرت کے گھر سے کاٹ ڈالتا ہے، جبکہ موت صرف دنیا اور اس کے اہل سے کاٹتی ہے۔

(الفوائد، فائدہ قولہ تعالیٰ)

حضرت امام ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں۔ جو اپنا فارغ وقت اور صحت خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری میں لگاتا ہے تو وہ خوش نصیب اور قابل رشک ہے اور جو شخص ان دونوں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں گزارتا ہے تو وہ ناشکرا اور نقصان خوردہ ہے کیونکہ مصروفیت فارغ وقت کے اور بیماری صحت کے پیچھے لگی ہوئی ہے۔

(فتح الباری شرح البخاری)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

جب ہم اپنے وقت کو پہچانتے ہی نہیں، ہمیں پتہ ہی نہیں ہے کہ وقت گزر بھی رہا ہے کہ نہیں؟ تو ہم کس طرح خدا تعالیٰ کے سامنے جواب دیں گے کہ اے خدا! تو نے باطل نہیں پیدا کیا تھا مگر ہم نے باطل کر کے دکھا دیا۔ اس لئے وقت خود اپنی ذات میں ایک جواب طلبی کا ذریعہ ہے۔ یہ کہنا کہ جی میرا وقت ہے تمہیں کیا فرق پڑتا ہے میں جس طرح گزار دوں۔ یہ غلط بات ہے اس کو دماغ سے نکال دیں۔ آپ کا وقت نہیں ہے خدا کا وقت ہے اور وہ

وقت کا بھی مالک ہے اور ان معنوں میں آپ کا وقت ہے کہ آپ کو امانتاً دیا گیا ہے۔اس وقت کے متعلق جواب طلبی ہو گی اور یہ جواب آپ کو دینا پڑے گا کہ ہم نے اس وقت کی حرکت کو باطل میں تبدیل کیا تھا یا حق میں تبدیل کیا تھا۔یہ مضمون اگر آپ ذہن میں رکھیں تو وہ وقت جو ہم ضائع نہیں کرتے جو گزر رہا ہے کسی حرکت میں،اس پر نظر ڈالیں تو وہ واضح طور پر دو حصوں میں تقسیم ہوتا نظر آتا ہے۔وقت یا باطل کی طرف جا رہا ہے یا حق کی طرف جا رہا ہے یا اندھیرے کی طرف جا رہا ہے یا روشنی کی طرف جا رہا ہے...میں ساری جماعتوں کو متوجہ کرتا ہوں کہ وقت کے مضمون پر غور کریں اور قرآن کریم کی اصطلاحوں میں غور کریں بھرپور کوشش کریں اور امراء اور مربیان کہ خود ان کا وقت بھرپور ہو اور ساری جماعت کا وقت بھرپور ہو اور باطل کی سمت میں حرکت کرنے والا نہ ہو بلکہ حق کی سمت میں حرکت کرنے والا ہو۔

(خطبہ جمعہ 9 جنوری 1987ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 13 مارچ 2023ء)



(قسط14)

سونے کے آداب

نیند یعنی سونا اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ایک انعام ہے اور جسمانی علاجوں میں سے ایک موثر علاج بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور تمہاری نیند کو ہم نے موجبِ تسکین بنایا اور رات کو ہم نے ایک لباس بنایا۔

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو جب معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ تمام رات قیام کرتے اور دن کو روزے رکھتے ہیں تو آپؐ نے ان سے فرمایا رات کو نماز تہجد کیلئے قیام بھی کر اور سو کر آرام بھی کر کیونکہ یقیناً تیرے جسم کا تجھ پر حق ہے اور تیری آنکھوں کا بھی تجھ پر حق ہے۔

(صحیح البخاری)

آپؐ فرماتے ہیں: جب تم اپنی خواب گاہ میں آؤ تو نماز کی طرح وضو کرو، پھر اپنے داہنی جانب پر لیٹ جاؤ، اس کے بعد کہو، اے اللہ! میں نے اپنا وجود اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا، اور تجھ سے ڈرتے ہوئے اور تیری طرف رغبت رکھتے ہوئے، تجھے اپنا پشت پناہ بنالیا اور جانتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی پناہ گاہ اور راہِ نجات نہیں۔ اے اللہ! میں اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل فرمائی ہے اور تیرے اس نبی پر (بھی) جسے تو نے بھیجا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الوضوء)

آپؐ فرماتے ہیں: جب تم میں سے کوئی شخص رات کو بیدار ہو پھر اپنے بستر پر آئے تو اسے چاہئے کہ اپنی چادر سے ہی اپنے بستر کو جھاڑ لے کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ اس کے پیچھے کیا چیز اس کے بستر پر آ گئی ہو پھر یوں کہے کہ اے اللہ! میں نے تیرے نام کی برکت سے اپنا پہلو زمین پر رکھ دیا اور تیرے نام سے ہی اٹھاؤں گا۔ اگر تو میری روح کو اپنے پاس روک لے تو اس کی مغفرت فرما اور اگر بھیج دے تو اس کی اسی طرح حفاظت فرما جیسے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔ (مسند احمد)

اسی طرح اللہ تعالیٰ اس طرف رہنمائی فرماتا ہے کہ اس نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن کو اس لئے بنایا کہ تم اس میں سکینت حاصل کرو اور اس کے فضلوں کی جستجو کرو اور تا کہ تم شکر کرو۔

(القصص:74)

ام المؤمنین حضرت حفصہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب سونے کا ارادہ کرتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے گال کے نیچے رکھ لیتے اور یہ دعا تین بار پڑھتے پروردگار! مجھے اس دن کے عذاب سے بچا جس دن تو اپنے بندوں کو مبعوث کرے گا۔

(سنن أبی داؤد)

آپؐ جب اپنے بستر پر آرام فرماتے تو روزانہ رات کو اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا کر تینوں قل پڑھ کر پھونک مارتے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے تمام بدن پر پھیر لیتے، پہلے اپنے سر اور چہرے مبارک پر پھیرتے اس کے بعد اپنے اوپر جسم پر جہاں تک کہ آپ کا ہاتھ پہنچتا پھیرتے اور یہ فعل آپ تین مرتبہ کرتے تھے۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن)

آپؐ فرماتے ہیں: جو شخص رات کے وقت سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات پڑھ لے یہ دونوں آیات اس کے لئے کافی ہوں گی۔

(صحیح البخاری کتاب فضائل القرآن)

آپؐ فرماتے ہیں: جب تو اپنے بستر پر جائے تو آیت الکرسی پڑھ لے تو اللہ کی طرف سے ایک محافظ تیرے ساتھ لگ جائے گا، اور تیرے پاس صبح تک شیطان نہیں آئے گا۔

(صحیح البخاری کتاب فضائل القرآن)

حضرت فروہ بن نوفلؓ سے مروی ہے کہ وہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہؐ! مجھے کوئی دعا سکھائیں جسے میں سونے کے وقت پڑھا کروں تو آپؐ نے فرمایا سورۃ الکافرون پڑھا کرو۔ کیونکہ اس میں شرک سے بیزاری کا اظہار ہے۔ (سنن أبی داؤد کتاب الادب)

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ رات کو جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو دایاں ہاتھ اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ دعا کرتے۔ اے اللہ! ہم تیرے ہی نام سے جیتے اور مرتے ہیں اور جب نیند سے بیدار ہوتے تو یہ الفاظ پڑھتے کہ اس اللہ کا شکر جس نے ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا اور اسی کے ہاں جمع ہونا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الدعوات)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"انسانی وسوسوں اور شیطانی حملوں سے بچنے کے لئے آنحضرت ﷺ نے یہ بھی نصیحت فرمائی قرآن کریم کی آخری تین سورتیں یعنی سورۃ اخلاص، الفلق اور النّاس رات کو سوتے وقت پڑھ کر سویا کرو۔ ان جیسی کوئی چیز نہیں جس سے پناہ مانگی جائے۔

(خطبہ جمعہ 9 جولائی 2004ء)

سورۃ الفرقان آیت 48 میں آتا ہے کہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات کو لباس بنایا اور نیند کو آرام کا ذریعہ اور دن کو پھیلاؤ کا۔ حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ باوضو سوئے تو ایک فرشتہ اس کے ساتھ رات بسر کرتا ہے۔ جب بھی وہ شخص رات کے کسی وقت کروٹ بدلتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے اے اللہ: اپنے بندے کو معاف فرما یقیناً وہ باوضو سویا تھا۔

(الترغیب والترھیب کتاب النوافل جلد 1 صفحہ 408-409)

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفی ﷺ نے ایک شخص کو پیٹ کے بل لیٹے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس طرح لیٹنے کو پسند نہیں کرتا۔

(سنن الترمذی کتاب الادب)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں کہ الٹے ہو کر سونا بھی ناپسندیدہ فعل ہے۔ سیدھے سونا چاہئے اور بہتر یہی ہے کہ دائیں کروٹ سوئیں۔ اگر کوئی مجبوری نہ ہو تو۔

(خطبہ جمعہ 23 جولائی 2004)

آپؐ نے ایسی چھت پر سونے سے منع فرمایا جس کے گرد دیوار نہ ہو۔

(سنن الترمذی کتاب الادب)

آپؐ فرماتے ہیں:

صبح کے وقت سوتے رہنے سے انسان رزق سے محروم ہو جاتا ہے۔

(مسند أحمد، کتاب مسند العشرۃ المبشرین بالجنۃ)

آپؐ عشاء سے پہلے سو جانے اور اس کے بعد (بے مقصد) گفتگو کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔

(صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 14 مارچ 2023ء)



(قسط15)

عیادت کے آداب

آنحضرت ﷺ خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر اتم تھے۔آپؐ مخلوقِ خدا کی ہمدردی و شفقت میں مہرباں ماں سے بھی بڑھ کر شفیق تھے۔آپؐ نے مومنوں کو بیماروں کی عیادت کرنے کی خاص تاکید فرمائی اور اس کے آداب بھی سکھائے۔عیادت ایک مذہبی فرئضہ ہے اور مذہبی حیثیت سے کھل کر اس کی ابتدا اس وقت ہوئی جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے۔

بیماروں کی عیادت کرنے میں دوست ،دشمن کسی کی تخصیص نہیں کرنی چاہئے۔حدیث میں آتا ہے۔کہ ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی آل اولاد ہے۔پس خواہ انسان کا تعلق کسی بھی عقیدے کے ساتھ ہو ان کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی رکھنا مومن کا فرض ہے۔ حضور اکرم ﷺ بلا تخصیص مذہب وملت بیماروں کی عیادت کرتے تھے۔خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور محبت کی خاطر بیمار کی عیادت کرنی چاہئے۔کیونکہ جب خدا تعالیٰ کے لئے کسی کی عیادت کی جائے تو خدا تعالیٰ اپنے اس بندے پر بہت خوش ہوتا اور اس کی جزاء خود بن جاتا۔

ایک مومن کا حق ہے کہ وہ عیادت کرے۔آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو اس کا حکم دیا کہ وہ بیمار کی عیادت کریں۔(بخاری)عیادت صرف ایک بار ہی نہ کی جائے بلکہ جہاں تک ہو سکے بیمار کی تیمارداری اور مزاج پرسی کے لئے دوبارہ بھی جایا جائے۔صبح اور شام کے اوقات میں عیادت کرنے کا بہت زیادہ ثواب ہے۔مریض کی عیادت کے لئے جب جایا جائے تو اس کے پاس بیٹھ کر اسے تسلی دی جائے اور محبت کے ساتھ اس سے گفتگو کی جائے اور اچھی باتوں کے ساتھ اس کا دل بہلایا جائے۔کیونکہ بیماری میں انسان بہت حساس ہو جاتا ہے۔اس کے جذبات بہت نازک ہوتے ہیں۔ایسی صورت میں اپنے ہمدرد، دوست کی تسلی و تشفی کے چند الفاظ بھی اس کی مرض اور تکلیف کی شدت کو کم کرنے کا موجب بن جاتے ہیں۔

مریض کو یوں تسلی دی جائے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری پیدا نہیں کی جس کی دوا نہ ہو۔

(صحیح بخاری شریف جلد سوم مترجم اردو صفحہ 268)

مریض کی جب عیادت کی جائے تو اس کے ہاتھ اور اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر اس کو تسلی دی جائے۔ نبی کریم ﷺ اپنے بعض اہل کی عیادت کرتے تو اپنا دایاں ہاتھ لگاتے۔ (بخاری) مریض کی عیادت کے لئے جب جایا جائے تو اس کی صحت یابی کے لئے دعا بھی مانگی جائے۔ آنحضرت ﷺ اپنے بعض اہل کی عیادت کرتے ،اپنا دایاں ہاتھ لگاتے اور کہتے۔ اے اللہ! لوگوں کے رب! تکلیف دور کر اور تندرستی عطا کر، تو ہی شفا دینے والا ہے۔ کوئی شفا نہیں مگر تیری شفا۔ ایسی شفا جو بیماری نہ چھوڑے۔

(بخاری و مسلم)

مریض کی جب عیادت کی جائے تو اس کی توجہ دعا کی طرف بھی کروانی چاہئے کہ آنحضرت ﷺ بیمار کی عیادت کا بہت اچھی طرح خیال رکھتے تھے اور دعا کی طرف اسے متوجہ بھی فرماتے تھے۔ مریض کو چاہئے کہ وہ بے صبری کے کلمات نہ کہے اور نہ ہی موت کی تمنا کرے اور زندگی سے مایوس نہ ہو۔ مریض کی شفایابی کے لئے جہاں اس کی عیادت کے وقت دعا کی جانی چاہئے وہاں اس مریض کے لئے غائبانہ دعائیں بھی مانگنی چاہئیں کیونکہ خلوص دل سے مانگی جانے والی دعا اللہ تعالیٰ کے حضور قبولیت کا شرف حاصل کر لیتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ کوئی دعا اتنی سرعت سے قبول نہیں ہوتی جتنی کہ غائبانہ دعا۔ (ترمذی) عیادت کے وقت اپنے بیمار بھائی کو دم کرنا بھی جائز ہے لیکن دم اور درود کو پیشہ اور کمائی کا ذریعہ نہیں بنانا چاہئے۔

بے ہوش آدمی کی بھی تیمارداری واجب ہے۔ عورتوں کا مردوں کی عیادت کرنا جائز ہے۔ مریض کے پاس اس کی طبیعت یا بیماری کے مطابق تحفہ پھل یا کھانا لے کر جانا بھی محبت و مودّت کے تعلق میں مزید اضافہ کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے تھے۔ تم آپس میں تحفہ دیا کرو۔ باہم محبت بڑھے گی۔ مریض کے پاس جا کر زیادہ باتیں اور شور نہیں کرنا چاہئے اور اگر مریض کہے کہ پاس سے اٹھ کر آپ چلے جائیں تو بغیر بُرا منائے اُٹھ کر چلے جانا چاہئے۔

پس معاشرہ میں محبت کی فضا کو قائم رکھنے اور یکجہتی پیدا کرنے کے لئے بیمار کی تیمارداری کرنا بہت ضروری ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اس فریضہ کی ادائیگی میں کبھی کوتاہی نہ برتیں۔ بلکہ اپنے بھائی بندوں کی تکلیف کی گھڑیوں میں ان کے دکھ بانٹیں اور ان کے لئے ہمیشہ دعا گو ہوں تا خدا کے قرب کا شرف حاصل کر سکیں۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 15 مارچ 2023ء)



(قسط16)

تعزیت کے آداب

جب کسی کی موت کی خبر سنیں تو انا للہ و انا الیہ راجعون کے الفاظ کہیں۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ ہم اللہ کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ تعزیت کے لئے مرحوم کے رشتہ داروں کے پاس جانا چاہئے اور انہیں تسلی دینی چاہئے اور صبر کی تلقین کرنی چاہئے۔ رسول کریم ﷺ کی مثالیں دے کر انہیں دلاسہ دینا چاہئے۔ میّت کے پاس جب بیٹھے ہوں بجز خیر کے کلمات کے دوسری باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ تعزیت کے لئے جائیں تو وہاں فضول باتیں نہ کریں اور نہ ہی کوئی ایسی حرکت یا بات کریں جس سے مرحوم کے اعزّہ کو یہ خیال گزرے کہ یہ لوگ ہمارے دکھ میں شریک ہونے نہیں آئے بلکہ محض رسماً آئے ہیں۔

جزع فزع کرنا اسلام میں منع ہے۔ تعزیت کے وقت چھاتی کوٹنا، سر کے بال کھول کر رونا اور چلانا، گریبان پھاڑنا اور بے صبری کے کلمات کہنا سب جاہلیت کی رسمیں ہیں۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ ماتم پرسی کرنے والے ہمسائے اور رشتہ دار صبر کرنے کی تلقین کرنے کی بجائے مرحوم کے اعزّہ کے ساتھ مل کر رونے پیٹنے میں شریک ہو جاتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہئے کہ ان باتوں سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ؐ ناراض ہو جاتے ہیں اور انسان کا ایمان اور ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نوحہ اور ماتم کو ناپسند فرماتے تھے۔ غم ایک قدرتی احساس ہے جو کسی کی تکلیف اور دکھ کو دیکھ کر انسان کے اندر پیدا ہو جاتا ہے۔ غم کی وجہ سے انسان کا دل بوجھل ہو جاتا ہے اور آنسو بہنے لگتے ہیں۔ آنسو بہانے سے عذاب نازل نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اس غم سے منع کرتا ہے جس سے انسان کے حواس ختم ہو جائیں اور اس کی عقل ماری جائے اور کام کرنے کی قوت مفلوج ہو جائے۔

حضور اکرم ﷺ ماں سے بڑھ کر شفیق و رحیم تھے۔ آپ کی آنکھیں کسی کی تکلیف دیکھ کر بے ساختہ آنسو بہانے لگتیں۔ اسلام ہمدردی کا مذہب ہے۔ جب کسی بھائی یا ہمسائے کے گھر ماتم ہو جائے تو برادرانہ ہمدردی کی راہ سے کھانا تیار کر کے اس کے گھر بھجوایا جائے۔ تعزیت کے لئے جائیں تو موت فوت کے متعلق بدعات اور رسومات سے قطعی پرہیز کریں۔ مجلس فاتحہ خوانی، قل خوانی جو وفات کے تیسرے دن کی جاتی ہے، میں شامل نہ ہوں۔ یہ

سراسر بدعات ہیں۔ رسول کریم ﷺ آپ کے خلفاء راشدینؓ اور صحابہ کرامؓ کے زمانے میں ان کی کوئی سند نہیں ملتی۔

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔ کُلَّ بِدعَةٍ ضَلالَةٌ ہر بدعت گمراہی کی طرف لے جاتی ہے۔ بدعت کے بے پناہ داغوں نے آج لوگوں کو گمراہی کے راستوں کی طرف دھکیل دیا ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ میّت کو صرف دعا اور صدقہ پہنچتا ہے۔ تعزیت کیلئے جائیں تو عورتوں کو چاہئے کہ وہ جنازہ کے ساتھ نہ جائیں۔ حضرت امّ عطیہؓ بیان کرتی ہیں کہ آپؐ نے ہمیں جنازوں کے پیچھے جانے سے منع کیا۔ مگر اس باب میں ایسا تشدد نہیں کیا گیا۔

(بخاری و مسلم)

جنازہ کے ساتھ نوحہ اور ماتم کرتے ہوئے جانا ایک نہایت نازیبا حرکت ہے۔ اسلام نے اس سے روکا ہے۔ حضورؐ نے تو اس جنازہ کے ساتھ صحابہؓ کو جانے سے منع کر دیا جس پر کوئی عورت نوحہ کر رہی ہو۔ جنازہ جب جائے تو تعظیماً کھڑے ہو جانا چاہئے۔ آنحضور ﷺ جب جنازہ جاتا تو کھڑے ہو جاتے تھے۔ بخاری میں روایت ہے کہ آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ جنازہ جاتا ہو تو اس کے ساتھ جاؤ۔ ورنہ کم از کم کھڑے ہو جاؤ اور اس وقت تک کھڑے رہو کہ جنازہ سامنے سے نکل جائے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 16 مارچ 2023ء)



مضامین کے لنکس

- قرآن کریم کی تلاوت کے آداب

https://www.alfazlonline.org/27/02/2023/80079/

- مساجد کے آداب

https://www.alfazlonline.org/28/02/2023/79923/

- نماز باجماعت میں صفوں کو سیدھا رکھنے کی اہمیت

https://www.alfazlonline.org/01/03/2023/80010/

- امام الصلوٰۃ کی پیروی کی اہمیت

https://www.alfazlonline.org/02/03/2023/80161/

- سلام کے آداب

https://www.alfazlonline.org/03/03/2023/80210/

- راستوں اور سر راہ نشست گاہوں کے آداب

https://www.alfazlonline.org/04/03/2023/80261/

- ملاقات کے آداب

https://www.alfazlonline.org/06/03/2023/80322/

- گفتگو کے آداب

https://www.alfazlonline.org/07/03/2023/80367/

- مجلس کے آداب

https://www.alfazlonline.org/08/03/2023/80425/

- نیک مجالس کی فوقیت اور اس کے آداب

https://www.alfazlonline.org/09/03/2023/80471/

- کھانے کے آداب

https://www.alfazlonline.org/10/03/2023/80541/

- دعوت کے آداب

https://www.alfazlonline.org/11/03/2023/80570/

- اپنا وقت اور صحت کو خدمت دین میں لگانا چاہیے

https://www.alfazlonline.org/13/03/2023/80630/

- سونے کے آداب

https://www.alfazlonline.org/14/03/2023/80693/

- عیادت کے آداب

https://www.alfazlonline.org/15/03/2023/80771/

- تعزیت کے آداب

https://www.alfazlonline.org/16/03/2023/80861/



ادارہ الفضل آن لائن کی کتب

1. اسلامی اصطلاحات کا برمحل استعمال
2. ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر
3. جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں خلافت خامسہ کا عظیم الشان کردار اور معیت الٰہی
4. ارشادات نور
5. کتابِ تعلیم
6. ذیلی تنظیموں کا تعارف اور ان کے مقاصد
7. مجدد دین اسلام۔ تعارف و کارہائے نمایاں
8. میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا

9. جماعت احمدیہ کا نظام خلافت
10. اداریے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد اول
11. حیات نور الدینؓ
12. دُعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے
13. قرآنی انبیاء
14. معلمین وقفِ جدید کے لئے مشعلِ راہ
15. جامع المناهج والاساليب
16. مقام و عظمتِ خلافت
17. اداریے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد دوم
18. الفضل کی اہمیت، افادیت اور قلم کے استعمال کی ترغیب
19. مسز ناصر کی کہانی، مسز ناصر کی زبانی
20. واقعہ افک
21. اداریے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد سوم
22. قرآنی سورتوں کا تعارف
23. سیدنا حضرت امیر المؤمنین کا دورہ امریکہ 2022
24. ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
25. سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ (روزنامہ الفضل آن لائن کے اوراق سے)
26. جماعت احمدیہ کی دنیا بھر میں مساجد

45. تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے (زیر تکمیل)

46. تلخیص احکام خداوندی (زیر تکمیل)

47. اے چھاؤں چھاؤں شخص (عابد خان صاحب کی ڈائری)

48. سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ (روزنامہ الفضل آن لائن کے اوراق سے)(زیر تکمیل)

49. پھول ہمارے آنگن کے (ادارہ الفضل آن لائن کی تمام مطبوعات کا تعارف) (زیر تکمیل)

★ ★ ★ ★ ★